ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۱ رذی الحجہ ۱۳۸۶ھ
۲۴ مارچ ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی فِیْ اَصْحَابِہٖ تَاَخُّرًا فَقَالَ لَھُمْ "تَقَدَّمُوْا فَاْتَمُّوْا بِیْ وَلْیَاْتَمَّ بِکُمْ مَنْ بَعْدَکُمْ لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَتَاَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَھُمُ اللّٰہُ" (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں دیکھا کہ صفوں میں پیچھے رہنے لگے ہیں۔ تو آپؐ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ آگے بڑھو اور میرا اقتداء کرو۔ اور تمہارا اقتداء ان لوگوں کو کرنا چاہئے جو تمہارے پیچھے ہیں (بعض) قوم پیچھے رہتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ ان کو پیچھے ڈال دے گا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ مَنَاکِبَنَا فِی الصَّلٰوۃِ وَیَقُوْلُ: "اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ لِیَلِیَنِیْ مِنْکُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّھٰی ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ۔" (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کاندھوں کو چھوا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ برابر ہو جاؤ۔ آگے پیچھے مت ہو تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔ مجھ سے عقلمند اور ہوشیار لوگوں کو متصل ہونا چاہئے۔ پھر ان لوگوں کو جو ان کے قریب ہیں، پھر ان لوگوں کو جو ان سے قریب ہیں (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، "سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوۃِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِلْبُخَارِیِّ: "فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَۃِ الصَّلٰوۃِ"

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی صفوں کو سیدھا کرو۔ اس لئے کہ صف کا سیدھا کرنا نماز کے تمام اور کمال میں سے ہے (بخاری مسلم) اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ صف کا سیدھا کرنا نماز کے قائم کرنے میں سے ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَاَقْبَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَجْھِہٖ فَقَالَ: "اَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ بِلَفْظِہٖ وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاہُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِلْبُخَارِیِّ: "وَکَانَ اَحَدُنَا یُلْزِقُ مَنْکِبَہٗ بِمَنْکِبِ صَاحِبِہٖ وَقَدَمَہٗ بِقَدَمِہٖ"

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز قائم کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف رُخ فرما کر متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ صفوں کو درست کرو۔ اور مل کر کھڑے ہو۔ اس لئے کہ میں تم کو اپنی پس پشت سے دیکھتا ہوں — بخاری نے بلفظہ اسے ذکر کیا اور مسلم نے معنیٰ اس کو ذکر کیا۔ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے سو (اس کے بعد) ہم میں سے ہر ایک اپنے مونڈھے کو اپنے ساتھی کے مونڈھے سے ملاتا تھا اور اپنے قدم کو اس کے قدم سے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "اَلَا تَصُفُّوْنَ کَمَا تَصُفُّ الْمَلٰٓئِکَۃُ عِنْدَ رَبِّھَا؟" فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ تَصُفُّ الْمَلٰٓئِکَۃُ عِنْدَ رَبِّھَا؟ قَالَ: یُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوَلَ وَیَتَرَاصُّوْنَ فِی الصَّفِّ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور ارشاد فرمایا کہ کیوں تم ایسی صف نہیں باندھتے جیسے کہ فرشتے اپنے رب کے سامنے صف باندھتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ اور فرشتے اپنے رب کے سامنے کیونکر صف باندھتے ہیں؟ فرمایا پہلے پہلی صفوں کو پورا کرتے ہیں اور صف میں خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ مسلم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَھِمُوْا عَلَیْہِ لَاسْتَھَمُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر لوگ جان لیں جو کچھ اذان اور صف اول میں اجر و ثواب ہے اور پھر بجز قرعہ اندازی کے کوئی اور چارہ کار نہ ہو تو بلاشبہ قرعہ اندازی کرنے لگیں۔ (بخاری اور مسلم)

عَنْ شَقِیْقِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ التَّابِعِیِّ الْمُتَّفَقِ عَلٰی جَلَالَتِہٖ رَحِمَہُ اللّٰہُ قَالَ: کَانَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرَوْنَ شَیْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْکُہٗ کُفْرٌ غَیْرَ الصَّلٰوۃِ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ فِیْ کِتَابِ الْاِیْمَانِ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ

ترجمہ: حضرت شقیق بن عبداللہ التابعیؒ (ان کی جلالت علمی پر علمائے کرام کا اتفاق ہے) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ اعمال میں سے کسی عمل کے ترک کر دینے کو کفر خیال نہیں کرتے تھے۔ مگر نماز کو (کہ اس کا ترک ان کے نزدیک کفر تھا) امام ترمذی نے "کتاب الایمان" میں اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

(ف) اس حدیث اور اس کے ہم معنی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ترک صلوٰۃ بہت بڑا گناہ ہے ان احادیث میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ تارک صلوٰۃ قریب ہے کہ کافر ہو جائے۔ اصحاب ظواہر کے نزدیک تارک صلوٰۃ کافر ہو جاتا ہے۔ اور امام مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کو قید کرنا اور مارنا واجب و ضروری ہے۔ حتیٰ کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے — واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# خدام الدین

ہفت روزہ — لاہور

ایڈیٹر: ناظر حسین نظر — ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

سالانہ گیارہ روپے — ششماہی چھ روپے

جلد ۱۲ | ۱۱ر ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۴ر مارچ ۱۹۶۷ء | شمارہ ۴۶

# اجتماعیت کا رُوح پرور نظارہ

م ۔ ن

اسلام عدل و مساوات، جذبۂ اخوت و مؤدت اور اجتماعی زندگی کا نقیب ہے اور درحقیقت حفاظت خداوندی کے بعد اس کی اجتماعی روح ہی اس کے بقاء اور امتیاز کا اصلی راز ہے۔ دیکھا جائے تو اسلام کا دائرہ صرف خدا اور بندے کے درمیان محدود نہیں بلکہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی اس کا لازمی جزو ہیں۔ اسلام خدا کے آخری پیغام کی روشنی میں دین و دنیا کے درمیان ایک معتدل رابطے کا نام ہے۔ اور اس کے ڈانڈے زندگی کے تمام گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔۔۔ کہ عدل و انصاف اور اخوت و مساوات کے وہ ہمہ گیر اور غیر فانی رشتے جن سے فرد و قوم کی قدریں متعین ہوتی ہیں اسلامی معاشرہ کے عناصر ترکیبی ہیں اور ان سے مقصود ایک ایسے معاشرہ کا قیام ہے جس کے جملہ افراد چند مخصوص نظریات و تصورات اور عقاید کے تحت امارت و غربت، ملک و وطن اور رنگ و نسل کے امتیاز کے بغیر ایک ہی منزل کی طرف۔۔۔ رواں دواں رہیں چنانچہ عید الفطر اور عید قربان مسلمانوں کی اجتماعی روح، جذبۂ اخوت و مؤدت عدل و مساوات، بھائی چارگی و یکسانیت کے عملی مظاہر ہیں اور ان سے مذکورہ بالا مقصد کی تعمیل ہوتی ہے خصوصاً عید قربان تو اس سلسلے کی بے مثال کڑی ہے اور اس سے اسلامی معاشرے کو نئی توانائیاں نصیب ہوتی ہیں۔ کیا ہی حیا افزا، روح پرور اور ایمان افروز منظر ہوتا ہے جب کہ ساری دنیا کے صاحب مقدور مسلمان ایک لباس، ایک رنگ، ایک مشترک تصور کے تحت خدائے واحد و عظیم کے اُس پہلے اور مقدس گھر کے پاس اجسے خدا کے دو مقدس ترین اور محبوب بندوں نے بنایا تھا جمع ہوتے ہیں اور اخوت و مساوات کے زندہ و تابندہ اور پائندہ نقوش مُرتسم کرتے ہیں ــــ کیا اجتماعیت اور مرکزیت کی اس سے بہتر تصویر کشی، تجدید و احیاء کی اس سے بہتر صورت گری انسان کے ذہن نارسا میں آسکتی تھی؟ ـــــ اندازہ فرمایئے! ساری دنیا کے مسلمان مختلف زبانوں، تمدنوں، نسلوں اور ملکوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ لیکن حج کے موقع پر تمام اختلافی بندھنوں کو توڑ کر ایک مرکز، ایک مقصد، ایک نقطہ پہ جمع ہو جاتے ہیں اور اتحاد اپنی پوری جلوہ سامانیوں اور رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ آخر کیوں نہ ہو جبکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کا دین، قرآن، رسول، قبلہ و کعبہ، لباس، زبان و ادا، معاشرت و تہذیب سب کچھ ایک ہے تو ان کا اتحاد اور دلوں کا ایک ہونا بھی ناگزیر ہے۔ چنانچہ یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ اس موقع پہ دنیا کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے مسلمان قومیت و وطنیت اور عصبیت و شیطنت کی لعنتوں سے دُور ہو جاتے ہیں۔ ہر قسم کے اختیارات وہاں مٹ جاتے ہیں، اختلافات کے آیئنے بے نور ہو جاتے ہیں، فخر و ناز کے ترانے اس مقام پر ناپید ہوتے ہیں، قومی و وطنی تہذیب کی نمائش کے لئے وہاں گنجائش ہی نہیں ہوتی بلکہ کالے گورے، خوبصورت و بدصورت، شاہ و گدا اور مجبور و بیکس ایک ہی شہنشاہ کے دربار میں، ایک ہی چوکھٹ پر طاعت و بندگی کرتے اور ایک ہی آقا کی عظمت و جبروت کے گن گاتے نظر آتے

(باقی صفحہ ۶ پر)

## تقریبِ الہامی

مضطر گجراتی

نظر افروز ارشادِ "اِلیٰ رَبِّکَ فَارغَبْ" ہے
فلک تحسین فرما ہے، زمین تکبیر برلب ہے

مہِ ذی الحجہ کی دسویں جلوہ تنظیم تو لائی
پھر امت کے لئے ایثار و قربانی کی عید آئی

صف آرا عید گاہوں میں مسلمانانِ عالم ہیں
خدا کے ماننے والے، خدا کے سامنے خم ہیں

لباس اُجلے، سبک نظریں، مدھر باتیں، خیال اچھے
ریاضِ ملتِ بیضا کے نقش اچھے، نہال اچھے

خلیل اللہ کی یادِ حسیں دہرائی جاتی ہے
ہم آہنگی غلامانِ حرم میں پائی جاتی ہے

نگاہوں میں چمک چہروں پہ تنویراتِ رحمانی
جبیں میں شکر کے سجدے، دلوں میں شوقِ قربانی

وہ قربانی جو تقویٰ بخشتی ہے اہلِ ایماں کو
وہ تقویٰ جو قریبِ عرش کر دیتا ہے انساں کو

ہزاروں سال سے یوں نغمہ زن ہے سازِ اسلامی
مبارک! ملتِ بیضا کو یہ تقریبِ الہامی

★

## نمازِ عید الاضحیٰ

۸½ بجے بیرون کشمیری دروازہ تا مستی گیٹ کے درمیانی باغ میں ادا کی جائیگی۔ نمازِ عید قطب العالم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہٗ کے جانشین حضرت مولانا عبید اللہ انور پڑھائیں گے۔

- مسلمانانِ لاہور وقت کا خاص خیال رکھیں۔ اور نماز میں جوق در جوق شریک ہو کر ثواب دارین حاصلکریں۔
- لاؤڈ سپیکر اور مستورات کے لئے پردہ کا باقاعدہ انتظام ہوگا۔ بارش کی صورت میں نمازِ عید مسجد شیرانوالہ میں پڑھائی جائے گی۔

ناظم انجمن خدام الدین

حافظ عبد السمیع صاحب

# عیدُ الاضحیٰ

یہ عید حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی جرأتِ ایمانی اور ایثار و قربانی کی یادگار ہے۔ یہ عید ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے سعادتمند بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پاک زندگی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے ؎

عید اضحیٰ اصل میں ہے ایک پیغام حیات
مردِ مومن کے لئے اعزاز و اکرام حیات

آج سے ہزاروں برس پہلے کی بات ہے کہ حضرت خلیل اللہ کی ولادت عراق میں ہوئی۔ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی قوم ہر طرح کے شرک میں ملوث تھی، مہتاب و کواکب اس کے مسجود تھے۔ آباء و اجداد اس کے معبود تھے، اوہام پرست وہ تھی۔ غرض ہر قسم کی پرستش میں مبتلا تھی۔ اگر خالی تھی تو صرف خدا پرستی سے۔ آپ کا گھرانا بھی اسی شرک و بت پرستی میں پھنسا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ آپ کے باپ بھی بُت بناتے اور پوجتے تھے۔ لیکن آپ کی ذاتِ گرامی ان الائشوں اور گندگیوں سے منزّہ تھی۔ اس لیے کہ اللہ کی خاص نگرانی اور حفاظت آپ کے ساتھ تھی۔

آپ اپنی قوم کو برابر سمجھاتے رہے شرک سے باز آنے کی تلقین فرماتے رہے اور خدا پرستی اختیار کرنے کی ترغیب دیتے رہے یہاں تک کہ اپنے والد سے بھی ادب و احترام کے ساتھ کہا۔

"ابا جان! آپ ان بتوں کو کیوں پوجتے ہیں جو نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ ابا جان! مجھے اللہ نے وہ علم دیا ہے جو آپ کو نہیں دیا ہے میں آپ کو سیدھا راستہ دکھا رہا ہوں، آپ میرے کہنے پر چلیں۔ شیطان کا کہنا نہ مانیں، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ پر اللہ کا عذاب نازل نہ ہو جائے۔ ابا جان آپ ان بتوں کی پرستش چھوڑ دیں اور اللہ کی بندگی کریں"

باپ نے جواب دیا" اے ابراہیمؑ! کیا تو میرے معبودوں سے منہ موڑتا ہے اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا"

آپ کے اس سچے پیغام کو کسی نے نہ مانا۔ صرف آپ کے بھتیجے لوط علیہ السلام اور آپ کی بیوی نے آپ کی آوازِ حق پر لبیک کہا۔ ان کے علاوہ پوری قوم آپ کی مخالف ہو گئی اور اس قدر دشمنی پر اتر آئی کہ آپ کو آگ کے ایک بہت بڑے اور بھڑکتے ہوئے الاؤ میں ڈال دیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے آگ کو یہ حکم یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ دے کر ع

آتش کدے کو بھی چمنستان بنا دیا

اللہ کا پاک پیغمبرؑ قوم کے اس ظلم و جبر اور تشدّد سے ذرا بھی نہ گھبرایا۔ اس کے پائے ثبات کو لغزش تک نہ ہوئی برابر حق کی دعوت دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اسی دعوت حق کی خاطر اپنا گھربار اور وطن چھوڑ کر نکل کھڑا ہوا۔ ملک در ملک اور شہر بہ شہر پھرا۔ ہر جگہ اللہ کے بندوں کو اللہ کا پیغام سنایا، خدا پرستی کی دعوت دی راہ سے بے راہ اور بھولے بھٹکے ہوئے لوگوں کو سیدھی راہ پر لانے کی جد وجہد کی اور اسی جدوجہد میں دن کا چین اور رات کا آرام ختم کر دیا۔

یہی جد وجہد کرتے کرتے آپ کی حیات مقدّس نوّے برس کو پہنچ گئی۔ اس بڑھاپے کی عمر میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایک ہونہار اور سعادت مند بیٹا (حضرت اسمٰعیلؑ) عطا فرمایا۔ بوڑھے باپ نے اپنے اس فرزند ارجمند کو بھی اسی کام میں لگا دیا۔ کہ جس میں آپ کی پوری عمر گذری تھی۔ جب بیٹا جوان ہو گیا تو اللہ نے آپ کا آخری امتحان لیا۔ پہلے امتحانوں کی طرح آپ اس امتحان میں بھی کامیاب ہوئے۔ منجانب اللہ خواب کے ذریعہ آپ کو بیٹے کی قربانی کا حکم ہوا چنانچہ ارشاد باری تعالےٰ ہے:۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ تا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○

ترجمہ: پس جس وقت پہنچا ساتھ اس کے دوڑنے کو کہا اے چھوٹے بیٹے میرے! تحقیق میں دیکھتا ہوں بیچ خواب کے تحقیق میں ذبح کرتا ہوں تجھ کو پس دیکھ کیا دیکھتا ہے۔ تو کہا اے باپ میرے! کر جو کچھ حکم کیا جاتا ہے تو شتاب پاوے گا تو مجھ کو اگر چاہا ہے اللہ نے صبر کرنے والوں سے۔ پس جب مطیع ہوئے دونوں حکم الٰہی کے اور پچھاڑا اس کو ماتھے پر اور پکارا ہم نے اس کو اے ابراہیمؑ! تحقیق سچ کیا تو نے خواب کو، تحقیق ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو۔ تحقیق یہ بات وہی ہے آزمائش ظاہر اور چھڑا لیا ہم نے اس کو بدلے قربانی بڑی کے اور چھوڑا ہم نے اوپر اس کے بیچ پچھلوں کے سلامتی ہو جیو اوپر ابراہیمؑ کے، اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم احسان کرنے والوں کو۔

(سورہ صافات۔ آیت ۱۰۲ تا ۱۱۰)

دیکھئے آپ اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل میں کس ذوق و شوق سے اپنے لختِ جگر کے گلے پر چھری چلانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور بیٹا بھی کس طرح ایک اشارے پر اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے کے لئے مستعد ہو جاتا ہے۔

ہزاروں ہزار سلام ان برگزیدہ باپ بیٹوں پر ؎
سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمانِ باری پر
زمین و آسماں حیراں تھے اس طاعت گذاری پر

(حفیظ جالندھری)

لیکن اللہ تعالےٰ کو صرف امتحان مقصود تھا۔ اس لئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ ایک جانور کی قربانی قبول فرما کر آپ کو ذبح ہونے سے بچا لیا۔

جب آپ تمام امتحانوں سے کامیاب گذر گئے تو اللہ تعالےٰ نے آپ (حضرت ابراہیمؑ) کو تمام دنیا کی امامت، سرداری اور رہنمائی عطا فرمائی اور آپ نے دعوت و تبلیغ کے کام کو اور زیادہ وسعت دی، دنیا کو حق کا پیغام پہنچانے میں آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ اور آپ کے بھتیجے حضرت لوط علیہم السلام بھی آپ کے رفیق کار تھے۔

پھر آپ نے اور حضرت اسمٰعیلؑ نے اللہ کے حکم سے مکّہ میں بیت اللہ کی تعمیر کی۔ تعمیر کرتے جاتے تھے اور اللہ کی تعلیم کی ہوئی یہ دعا رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ پڑھتے

خطبۂ جمعہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۷ مارچ ۱۹۶۷ء

# عید الاضحیٰ اور قربانی کی رُوح

از مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (سورہ کوثر)

پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھا کیجئے اور قربانی کیجئے۔

## حاشیہ شیخ الاسلام رحؒ

اتنے بڑے احسان کا شکر بھی بہت بڑا ہونا چاہیئے۔ تو چاہیئے کہ آپ اپنی روح، بدن اور مال سے برابر اپنے رب کی عبادت میں لگے رہیں۔ بدنی اور روحی عبادات میں سب سے بڑی چیز نماز ہے اور مالی عبادات میں قربانی ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے کیونکہ قربانی کی اصل حقیقت جان کا قربان کرنا تھا۔ جانور کی قربانی کو بعض حکمتوں اور مصلحتوں کی بنا پر اس کے قائم مقام کر دیا گیا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے قصہ سے ظاہر ہے اس لئے قرآن میں دوسری جگہ بھی نماز اور قربانی کا ذکر ساتھ ساتھ کیا ہے۔

قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین ۰

(انعام رکوع ۲)

تنبیہ:۔ بعض روایات میں 'والنحر' کے معنی سینہ پر ہاتھ باندھنے کے آئے ہیں مگر ابن کثیرؒ نے ان روایات میں کلام کیا ہے اور ترجیح اس قول کو دی ہے کہ 'النحر' کے معنی قربان کرنے کے ہیں گویا اس میں مشرکوں کو تعریض ہوئی کہ وہ نماز اور قربانی بتوں کیلئے کرتے تھے۔ مسلمانوں کو یہ کام خالص خدائے واحد کے لئے کرنا چاہیں۔

## عمل نبوتﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید سے فارغ ہو کر اپنی قربانی ذبح کرتے اور فرماتے تھے جو شخص ہماری نماز پڑھے اور ہم جیسی قربانی کرے اس نے شرعی قربانی کی اور جس نے نماز سے پہلے ہی جانور ذبح کر لیا اس کی قربانی نہیں ہوئی۔

## دو تہوار

مسلمانوں کے صرف دو تہوار ہیں۔ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ۔ اہل علم کے نزدیک عیدالاضحیٰ کا مرتبہ عیدالفطر سے بڑا ہے اور اس کا نام عید اکبر یا بڑی عید ہے۔

## عیدالاضحیٰ کی فضیلت

حدیث میں آیا ہے امام احمد، ابوداؤد اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن قرطؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تمام دنوں میں سب سے زیادہ عظمت والا دن اللہ کے نزدیک قربانی کا دن ہے اور پھر قر کا دن۔ قربانی کا دن عیدالاضحیٰ کا دن ہے اور قر کا دن عیدالاضحیٰ کے بعد والا دن یعنی ذی الحجہ کی گیارہویں تاریخ ہے۔

## عیدالاضحیٰ کی فضیلت کے اسباب

عیدالاضحیٰ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس دن تمام روئے زمین کے مسلمان اپنے مرکز پر جمع ہو کر فریضۂ حج ادا کرنے کی خوشی میں بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہوتے ہیں اور اس طرح اپنے خالق اور مالک حقیقی کا شکرانہ ادا کرتے ہیں اور اسلام کے نظام اجتماعی کا مکمل نظارہ پیش کرتے ہیں۔ اس کے برعکس جمعہ میں صرف محلہ کے لوگ اور عیدالفطر کے دن صرف ایک شہر کے لوگ جمع ہو کر اسلام کے نظام اجتماعی کا جزوی خاکہ پیش کرتے ہیں۔

دوسرا سبب اس دن کی فضیلت کا یہ ہے کہ اس دن سیدنا ابراہیم علیہ اسلام کے جذبۂ ایثار و فدائیت کی یاد تازہ کی جاتی ہے۔ ملت ابراہیمی حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی سنتوں کو زندہ کرتی ہے اور اُن کے نقش قدم پر چلنے کا عہد کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنیادِ ابراہیمی پر شریعتِ محمدی کا قصر تعمیر فرمانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور اس دن تمام مناسک ابراہیمی ادا کئے جاتے ہیں اس لئے اس دن کو تمام دنوں پر فضیلت و بزرگی حاصل ہے۔

## سنتِ ابراہیمی کے تجدید و احیاء کا معاہدہ

درحقیقت عیدالاضحیٰ کی تقریب سیدنا ابراہیم علیہ اسلام کی سنت کے تجدید و احیاء کا ایک معاہدہ ہے اور اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر قربانی کی یاد تازہ کرائی تاکہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فرد سے ابراہیمی خوشبو آئے اور ہر کلمہ گو کا ایمان ابراہیمی ایمان کے نور سے مشابہ ہو۔

## قربانی کی رُوح

اگر غور کیا جائے تو حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی پوری زندگی اپنے اندر عبرت و بصیرت کا خزانہ رکھتی ہے اور قدم قدم پر ہمیں صحیح اور حقیقی انسانی زندگی کا درس دیتی ہے خلیل اللہ علیہ اسلام کی سیرت صاف طور پر بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام و فرائض کی پابندی کرنا اور اعلائے کلمۃ الحق اور حصولِ رضائے ایزدی کی خاطر قربانی پیش کرنے ہی کا نام اسلام ہے۔

گائے یا دنبہ ذبح کرنا صرف ایک علامتی نشان ہے۔ اصل قربانی تو یہ ہے کہ انسان وطن، مال و اولاد اور ہر چیز حتیٰ کہ اپنی جان کا ہدیہ بارگاہِ ایزدی میں پیش کر کے یہی کہے:

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اللہ تعالیٰ ہم میں بھی روح پیدا فرمائے۔ آمین

## عید کا دن اور اس کے مستحبات

عید کے دن صبح کو غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، عیدگاہ کی طرف پیدل چلنا، ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا یہ تمام افعال مستحب ہیں۔ عیدالاضحیٰ کے دن بغیر ناشتہ کے عیدگاہ جانا مستحب ہے۔ راستہ میں تکبیر پڑھتے ہوئے جانا چاہیئے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد

عید کی نماز دو رکعتیں مع زائد چھ تکبیروں کے ادا کرنی چاہیئے۔ نیت کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ عیدالاضحیٰ کی دو رکعتیں مع چھ تکبیروں کے پیچھے اس امام صاحب کے ادا کرتا ہوں۔

پہلی مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور ناف کے نیچے باندھ لیں۔ سبحانک اللّٰھم پڑھیں پھر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں (اس طرح تین مرتبہ کریں) چوتھی مرتبہ تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیں اور باندھ لیں۔ اب امام قرأت پڑھے اور مقتدی خاموش کھڑے رہیں۔ یہ چار تکبیریں ہوئیں جن میں سے ایک تو تکبیر تحریمہ ہے اور تین تکبیریں زائد ہیں۔ جب دوسری رکعت کے رکوع کا وقت آئے تو رکوع میں جانے سے پہلے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں۔ چوتھی مرتبہ بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے اللہ اکبر کہیں اور رکوع میں چلے جائیں۔ یہ بھی چار تکبیریں ہوئیں۔ ایک تکبیر تو رکوع میں جانے کی ہے اور تین تکبیریں زائد ہیں۔ باقی نماز اپنی حالت پر ہے۔

## مسبوق کا حکم

جو شخص امام کی تکبیر تحریمہ کے بعد آکر نماز میں ملے اس کو چاہیئے کہ وہ ہاتھ اٹھا کر اپنی تکبیریں کہہ لے۔ لیکن اگر امام رکوع میں چلا گیا ہو تو پھر فوراً رکوع میں مل جائے اور پھر ہاتھ اٹھائے بغیر رکوع ہی میں تین بار اللہ اکبر کہہ لے۔ اگر ایک یا دو تکبیریں باقی تھیں کہ امام رکوع سے کھڑا ہو گیا تو یہ بھی امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے۔ اس حالت میں تکبیریں ساقط ہو جائیں گی۔ اگر ایک شخص کی ایک رکعت منتقل جاتی رہے اور دوسری امام کے ساتھ پڑھ لے تو جب وہ اپنی پہلی رکعت فوت شدہ پڑھنے کھڑا ہو تو شروع میں تکبیریں نہ کہے بلکہ رکوع میں جاتے وقت تکبیریں ادا کرتے یعنی پہلی رکعت فوت شدہ مثل دوسری رکعت کے ادا کرے لیکن اگر کسی کی دوسری رکعت بھی فوت ہو جائے اور وہ دوسرے رکوع کے بعد امام کے ساتھ شریک ہو تو پھر دونوں رکعتیں باقاعدہ مقررہ ترتیب کے ساتھ ادا کی جائیں۔

## خطبہ مسنونہ

نماز کے بعد خطبہ ضرور سننا چاہیئے۔ اگر فاصلہ ہو تو پھر بھی اپنی جگہ بیٹھا رہے اور خطبہ ختم ہونے کے بعد عیدگاہ سے نکلے۔ لوگوں پر سے پھلانگنا سخت مذموم اور گناہ کی بات ہے۔

## قربانی کے جانور حسب ذیل ہیں

بکری۔ دنبہ۔ بھیڑ۔ مینڈھا۔ گائے۔ بھینسا۔ اونٹ۔ اونٹنی۔ صرف ان جانوروں کی قربانی جائز ہے۔ ان کے سوا اور کسی جانور کی قربانی جائز نہیں۔

## ان عیبوں والے جانور کی قربانی ناجائز ہے

(۱) اندھا (۲) کانا (۳) ایک آنکھ کی تہائی حصہ روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو (۴) ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ چکا ہو یا کان پیدائش ہی سے نہ ہوں (۵) دم تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گئی ہو۔ (۶) اتنا لنگڑا کہ تین پاؤں کے سہارے چلتا ہو۔ چوتھے پاؤں پر زور نہ دے سکے (۷) اتنا لاغر اور دبلا کہ ہڈیوں میں بھی گودا نہ رہا ہو (۸) دانت بالکل نہ ہوں یا دانتوں کی اکثریت گر چکی ہو (۹) سینگ بالکل جڑ سے ٹوٹ چکے ہوں (۱۰) اتنی سخت خارش کہ جس سے بالکل لاغر ہو گیا ہو (۱۱) جس کے تھن خشک ہو چکے ہوں یعنی دودھ کے قابل ہی نہ رہے ہوں (۱۲) ایسا بیمار کہ گھاس نہ کھا سکے۔

قربانی کے جانور کا تندرست ہونا اور عیوب سے مبرا ہونا محض اس لئے رکھا گیا ہے کہ انسان کو اسے ذبح کرتے وقت درد محسوس ہو اور اس میں جذبہ ایثار و قربانی پیدا ہو سکے۔ ناکارہ چیز کو قربان کرنے میں انسان کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور نہ اسے کچھ ایثار کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے اللہ رب العزت کے حضور جو چیز پیش کی جانے والی ہے اسے ہر حال میں عمدہ اور قیمتی ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قربانی کی حقیقت سے آشنا ہونے کی سعادت سے بہرہ ور فرمائے۔ اور ہم میں قربانی کی روح پیدا کرے۔ (آمین)

## بقیہ: اداریہ

ہیں چنانچہ وحدت کا یہی وہ رنگ ہے جو سارے امتیازات کو خاکستر کر کے رکھ دیتا ہے اور زبانِ حال پکار اٹھتی ہے کہ تمام نوعِ انسانی ایک ہی سلسلہ کی کڑی ہے اور افرادِ امت ایک ہی رشتے کے پروئے ہوئے موتی ہیں۔

کاش ہم اس روح پرور نظارے کو اپنی روزمرہ زندگی کے لئے نشانِ راہ بنائیں اور اتحاد و یگانگت اور اجتماعیت کی یہ روح اپنے اندر عام حالات میں بھی جاری و ساری کر سکیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

ایم۔ عبد الرحمن لودھیانوی (شیخوپورہ)

# نماز اور قربانی

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۝

(پ ۸ ع ۷، سورہ انعام آیت ۱۶۳، ۱۶۴)

ترجمہ۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی، اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے)

(تفسیر) اس آیت میں توحید و تفویض کے سب سے اونچے مقام کا پتہ دیا گیا ہے۔ جس پر ہمارے سید و آقا محمد رسول اللہ فائز ہوئے۔ نماز اور قربانی کا خصوصیت سے ذکر کرنے میں مشرکین کی بدنی عبادت اور غیر اللہ کی قربانی کا صاف رد ہوگیا۔

اس امت محمدیہ کے اعتبار سے آپؐ اول المسلمین ہیں لیکن جامع ترمذی کی حدیث کے موافق آپ اول الانبیاء ہیں آپ سارے جہان کے فرمانبرداروں کی صف میں اول نمبر پر ہیں (حضرت عثمانیؒ)

اس آیت سے ظاہر ہے کہ نماز اور قربانی تقرب الٰہی کا سب سے اعلیٰ ذریعہ ہیں اور کوئی عبادت نہیں جس سے اتنا اظہار تشکر ہوتا ہو۔ پھر صلوٰۃ کا کیا کہنا وہ تو عبادت کا مغز ہے اور اس کی غایت الغایات ہے ابراہیمؑ مشرک نہ تھے دنیا کو چھوڑ کر غیر اللہ کے راستہ کو توڑ کر ایک خدا کے ہوگئے تھے۔ ان کا دین درست اور راستہ سیدھا تھا اسلام درحقیقت دین ابراہیمیؑ ہے۔ مسلمان کا اصلی مقصد یہی ہونا چاہیے عبادت مالیہ میں سب سے اعلیٰ عبادت قربانی ہے۔ ......

......اور عبادات بدنیہ میں سب سے افضل نماز ہے۔ بندہ کو نماز میں جو کیفیت وطمانیت حاصل ہوتی ہے وہ کسی عبادت میں بھی حاصل نہیں ہوتی اسی طرح قربانی میں بھی ایثار الٰہی، حسن ظن، قوت یقین اور پروردگار عالم پر اعتماد کی جو کیفیت ہوتی ہے وہ ناقابل بیان ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ ایمان و اخلاص ہو۔

آنحضرتؐ نے اپنے رب کے اس حکم پر پوری طرح عمل کیا چنانچہ آپ بکثرت نمازیں پڑھتے اور بکثرت قربانی کرتے تھے حتیٰ کہ حجۃ الوداع میں آپ نے خاص اپنے ہاتھ سے ۶۳ اونٹ ذبح کئے

(۲) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝

(پ ۳۰ ع ۲۲ سورہ کوثر آیت ۲)

ترجمہ۔ سو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

تفسیر۔ مشرکین نماز اور قربانی بتوں کے لئے کرتے تھے۔ مسلمانوں کو یہ کام خالص خدائے واحد کے لئے کرنا چاہیے تیرا رب ہی صلوٰۃ اور کا حقدار ہے۔ ہم نے تجھ کو کوثر (نہر) اور خیر کثیر دی اور تجھ پر اتنا بڑا احسان اس لئے کیا کہ تو ہمارے لئے یہ دونوں عبادتیں انجام دیتا تھا دراصل یہی دونوں ہمارے اس عظیم الشان احسان کا سبب ہوئی ہیں۔ لہذا تو انہیں برابر قائم کئے رکھ کیونکہ ان کے پہلے اور بعد احسان ہی احسان ہے۔ ان دونوں جلیل القدر عبادتوں کو یک جا انجام دو، جو تقرب، تواضع اور بخشش کے وعدہ پر پوری دلالت کرنے والی ہیں۔

(۳) فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝

(۱) (پ ۲۳ ع ۷، سورہ والصّٰفّٰت آیت ۹۹

ترجمہ۔ پس ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو ایک تحمل والے لڑکے کی خوشخبری دی۔

(تفسیر) جب حضرت ابراہیمؑ کو قوم کی طرف سے مایوسی ہوئی اور باپ نے بھی سختی شروع کی تو حضرت ابراہیمؑ نے ہجرت کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو شام کا راستہ دکھلایا۔ کنبہ اور وطن چھوٹا۔ دعا کی کہ اے اللہ! مجھے اچھی اولاد عطا فرما جو دینی کام میں میری مدد کرے اور اس سلسلہ کو باقی رکھے۔ خدا نے ان کو حضرت اسمٰعیل بخشا اور وہی قربانی کے لئے پیش کئے گئے۔

(ب) فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۚ قَالَ يٰأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (پ ۲۳ ع ۷)

ترجمہ۔ پھر جب اس کے ساتھ دوڑنے کو پہنچا تو ابراہیمؑ نے کہا اے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں پھر دیکھ تو، تو کیا دیکھتا ہے؟ بولا اے باپ! کر ڈال۔ جو حکم تجھ کو ہوتا ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو مجھے سہارنے والا پائے گا۔

(ج) فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰإِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ

(ترجمہ) پھر جب دونوں (ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام) نے حکم مانا اور اسمٰعیل کو ماتھے کے بل پچھاڑا اور ہم نے اس کو یوں پکارا کہ اے ابراہیمؑ! تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔ ہم نیکی کرنے والوں کو یوں بدلہ دیتے ہیں۔

(د) إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝

ترجمہ۔ بے شک یہی صریح آزمائش ہے

(ہ) وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى إِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ پ ۲۳ ع ۷،

ترجمہ۔ اور ہم نے اس کا بدلہ جانور کے ذبح کرنے کا دیا اور ہم نے اس کو پچھلے لوگوں میں باقی رکھا۔ سلام ہے ابراہیمؑ پر۔ ہم نیکی کرنے والوں کو یونہی بدلہ دیتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہے۔

(تفسیر) جب اسمٰعیلؑ بڑا ہو کر اس قابل ہوگیا کہ اپنے باپ کے ساتھ دوڑ سکے اور اس کے کام آسکے اس وقت ابراہیمؑ نے اپنا خواب بیٹے کو سنایا تاکہ اس کا خیال معلوم کریں کہ خوشی سے آمادہ ہوتا ہے۔ یا زبردستی کرنی پڑے گی۔

کہتے ہیں کہ تین رات مسلسل یہی خواب دیکھتے رہے۔ تیسرے روز بیٹے کو اطلاع کی۔ بیٹے نے بلا توقف قبول کیا کہنے لگا۔ ابا جان! دیر کیا ہے؟ مالک کا جو حکم ہے کر ڈالئے۔ ایسے کام میں مشورہ کی ضرورت نہیں۔ اللہ کے حکم کی تعمیل میں شفقت پدری مانع نہیں ہونی چاہیے۔ رہا میں، سو آپ انشاء اللہ دیکھ لیں گے کہ کس صبر و تحمل سے اللہ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں ہزاروں رحمتیں اپنے باپ اور بیٹے

پر ہوں)

پھر اس کو ماتھے کے بل پچھاڑا۔
تاکہ بیٹے کا چہرہ سامنے نہ ہو مبادا محبت پدری جوش مارنے لگے۔ کہتے ہیں کہ یہ بات بیٹے نے سکھلائی۔ پھر جو حال اُس کے دل پر اور فرشتوں پر گزرا وہ کہنے میں نہیں آتا۔ غیب سے آواز آئی بس بس رہنے دے۔ تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ مقصود بیٹے کا ذبح کرنا نہیں تھا محض تیرا امتحان منظور تھا۔ تو اس میں پوری طرح کامیاب ہُوا ہم ایسے مشکل حکم دے کر آزماتے ہیں۔ پھر اُن کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ تب درجے بلند دیتے ہیں

تورات میں ہے کہ جب ابراہیمؑ نے بیٹے کو قربان کرنا چاہا اور فرشتہ نے ندا دی کہ ہاتھ روک لو تو فرشتہ نے یہ الفاظ کہے' خدا کہتا ہے کہ چونکہ تُو نے ایسا کام کیا اور اپنے اکلوتے بیٹا کو بچا نہیں رکھا۔ میں تجھ کو برکت دونگا اور تیری نسل کو آسمان کے ستاروں اور ساحل بحر کی ریتی کی طرح پھیلا دونگا (تورات تکوین اصحاح ۲۲ آیت ۱۵)

بڑے درجہ کا فربہ اور قیمتی جانور بہشت سے آیا پھر یہی رسم قربانی کی اسمعیلؑ کی عظیم الشان یادگار کے طور پر ہمیشہ کے لئے قائم کردی۔ آج تک دُنیا ابراہیمؑ کو بھلائی اور بڑائی سے یاد کرتی ہے۔

(۴) وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ
(رپ ۱۷ ع ۱۲ سورہ حج آیت ۳۴)

ترجمہ۔ اور ہم نے ہر امت کے واسطے قربانی مقرر کردی۔ تاکہ اللہ کے نام پر چوپایوں کو ذبح کریں جو اللہ نے اُن کو دئے سو اللہ تمہارا ایک معبود ہے۔ بس اُسی کے حکم میں رہو

(تفسیر) اللہ کی نیاز کے طور پر مونشی قربان کرنا ہر آسمانی دین میں عبادت قرار دی گئی ہے۔ اگر یہ عبادت غیر اللہ کی نیاز کے طور پر کروگے تو شرک ہو جائے گا جس سے بہت پرہیز کرنی چاہئے۔ موحد کا کام یہ ہے کہ قربانی اکیلے اسی خدا کے لئے کرے جس کے نام پر قربان کرنے کا تمام شریعتوں میں حکم رکھا ہے اس کے حکم سے باہر نہ ہو۔

لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ (رپ ۱۷ ع ۱۲ سورہ حج آیت ۳۷)

ترجمہ۔ ہرگز اللہ کو ان کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا۔ لیکن اس کو تمہارے دل کا ادب پہنچتا ہے۔ اس آیت میں قربانی کا اصل فلسفہ بیان فرمایا۔ یعنی جانور کو ذبح کرکے محض گوشت کھانے یا اُس کا خون گرانے سے تم اللہ کی رضا کبھی حاصل نہیں کرسکتے نہ یہ گوشت اور خون اُٹھ کر اُس کی بارگاہ تک پہنچتا ہے۔ اس کے یہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ اور ادب پہنچتا ہے کہ کیسی خوشدلی اور جوش محبت کے ساتھ ایک قیمتی اور نفیس چیز اُس کی اجازت سے اس کے نام پر اس کے گھر کے پاس لے جاکر قربان کی۔ گویا اس قربانی کے ذریعہ سے ظاہر کردیا کہ ہم خود بھی تیری راہ میں اسی طرح قربان ہونے کے لئے تیار ہیں۔ بس یہی وہ تقویٰ ہے جس کی بدولت خدا کا عاشق اپنے محبوب حقیقی کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ - اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ کہکر ذبح کرو اور اللہ کا شکر کرو کہ اُس نے اپنی محبت اور عبودیت کے اظہار کی کیسی اچھی راہ سُجھا دی اور ایک جانور کی قربانی کو گویا خود تمہاری جان قربان کرنے کے قائم مقام بنادی۔

(۶) وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ۖ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ
(رپ ۶ ع ۹ سورہ مائدہ آیت ۲۷)

ترجمہ۔ اور آدم کے دو بیٹوں کا واقعی حال اُن کو سنا جب دونوں نے کچھ نیاز کی اور ایک کی مقبول ہوئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی (قابیل) نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا۔ دوسرا (ہابیل) بولا، اللہ تو پرہیزگاروں سے قبول کرتا ہے

(تفسیر) آدمؑ دستور کے موافق جو لڑکی ہابیل کے نکاح میں دینا چاہتے تھے قابیل اس کا طلبگار ہُوا آخر حضرت آدمؑ کے اشارہ سے دونوں نے خدا کے لئے کچھ نیاز کی کہ جس کی نیاز مقبول ہو جائے لڑکی اُسی کو دیدی جائے۔ آدمؑ کو غالباً یہ یقین تھا کہ ہابیل ہی کی نیاز قبول ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آتش آسمانی ظاہر ہوئی اور ہابیل کی نیاز کو کھا گئی۔ یہی علامت اُس وقت قبول ہونے کی ہوا کرتی تھی قابیل یہ دیکھ کر آتش حسد میں جلنے لگا اور بجائے اس کے کہ قبولیت کے وسائل اختیار کرتا۔ غیظ وغضب میں اپنے حقیقی بھائی کو قتل کی دھمکیاں دینے لگا۔ ہابیل نے کہا کہ میرا اس میں کیا قصور ہے؟ خدا کے یہاں کسی کی زبردستی نہیں چلتی۔ تقویٰ چلتا ہے گویا میری نیاز جو قبول کرلی گئی اس کا سبب تقویٰ ہے تو بھی اگر تقویٰ اختیار کرلے۔ تو خدا کو تجھ سے کوئی ضد نہیں۔

(۷) لِّكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ ۖ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ ۚ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ
(رپ ۱۷ ع ۱۶ سورہ حج آیت ۶۷)

ترجمہ۔ ہر اُمت کے لئے ہم نے ایک بندگی کی راہ مقرر کردی ہے کہ وہ اُسی طرح بندگی کریں۔ سو اس کام میں تجھ سے جھگڑا نہ کرنا چاہئے اور تو اپنے رب کی طرف بلائے جا۔ بے شک تو سیدھی راہ پر ہے اور سُوجھ والا ہے

(تفسیر) تمام انبیاء اصول دین میں متفق رہے ہیں البتہ ہر اُمت کے لئے اللہ تعالیٰ نے بندگی کی صورتیں مختلف زمانوں میں مختلف مقرر کی ہیں۔ جن کے موافق وہ اُنہیں خدا کی عبادت بجا لاتی ہیں اس امت محمدیہ کے لئے بھی ایک خاص شریعت بھیجی گئی۔ لیکن اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی رہا بجز اللہ کے کبھی کسی دوسری چیز کی عبادت مقرر نہیں ہوئی اس لئے توحید وغیرہ کے ان متفق علیہ کاموں میں جھگڑا کرنا کسی کو کسی حال زیبا نہیں۔ آپ جس سیدھی راہ پر ہیں لوگوں کو اسی طرف بلاتے رہیئے۔

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا ۖ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (رپ ۷ ع ۱۵ سورہ انعام آیت ۸۰)

ترجمہ۔ بے شک میں نے اپنے منہ کو اُسی

# اسلام کا ایک اہم بنیادی رکن

محمد اقبال قریشی مدرس، بالا آرائیں

حج کی اہمیت کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اسے ان پانچ رکنوں میں شمار کیا گیا جو اسلامی عبادات کا جزوِ اعظم ہیں۔ دراصل امیر اور دولتمند لوگوں کے لئے مالک قدوس کا یہ خصوصی انعام ہے۔ جو اپنی اس فانی دولت کے طفیل آخرت کا یہ گرانقدر سرمایہ بآسانی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور دولت جو ایک حقیر سی چیز ہے اس راستے پر صرف کر کے اللہ تعالےٰ کے محبوب اور پسندیدہ لوگوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مجھے اس ضمن میں ایک واقعہ یاد آ رہا ہے کہ ایک شخص حضرت جامیؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ ان کی دولت و ثروت کو دیکھ کر اس شخص کی عقیدت کم ہونے لگی اور اس نے اپنے دل میں ایک مصرع سوچا کہ۔ ع

نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد

لیکن جس وقت حضرت جامیؒ تشریف فرما ہوتے تو ان کی شکل و صورت اور بزرگی کو دیکھ کر وہ شخص اپنے دل میں پشیمان ہونے لگا۔ اور اپنے خیال کو ناقص بلکہ بے معنی سمجھنے لگا۔ حضرت جامیؒ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس بات کا علم ہو چکا تھا۔ انہوں نے اس شخص سے کہا کہ ذرا وہ مصرع تو سناؤ جو تم نے ابھی تیار کیا ہے۔ اس نے انکار کیا۔ لیکن حضرت جامیؒ کے شدید اصرار پر اسے مصرع سنانا ہی پڑا۔ مصرع سنتے ہی حضرت جامیؒ نے دوسرا مصرع ارشاد فرمایا اور شعر مکمل ہو گیا ؂

نہ مرد است آں کہ دنیا دوست دارد
وگر دارد برائے دوست دارد

میں بھی یہی بتلانا چاہتا تھا کہ اگر دولت سے بھی یہ چیز مہیا ہو جائے تو بڑی خوش قسمتی ہے ؂

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دیکھئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن پاک میں کس طرح ارشاد فرما رہے ہیں۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ

اور اللہ ہی کا حق ہے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا جس کو اس راستہ کی طاقت بخشی گئی۔

نیز دوسرے مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیے۔ (پ ۱۷۔ ع ۱۰۔ سورہ حج)

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ اور حکم دے دیجئے لوگوں کو حج کا، آئینگے آپ کے پاس پیدل چل کر اور دُبلی اونٹنیوں پر چڑھ کر دور دراز راستوں سے آئیں گے۔

اس بارے میں ایک خفیف سا اشارہ فرمایا گیا کہ مفلس اور نادار لوگ بے سروسامانی کے باوجود اس سعادت کو حاصل کریں گے۔ اور توفیق خداوندی کے سبب پیدل اور ضعیف و لاغر اونٹنیوں پر آکر فریضہ حج ادا کریں گے اور ایسے لوگ بھی ہیں جو بے شمار سرمایہ کے باوجود اس سعادت سے محروم ہیں۔ دراصل یہ تو قسمت کی بات ہے جسے مالک قدوس نے عطا فرما دی۔ اور غریبی و امیری پر اس کا انحصار نہیں ؂

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

بہت سے لوگ اس بات کے شاکی ہیں کہ اکثر لوگ فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد پہلے سے بھی بڑھ کر دنیاوی طمع و لالچ میں گرفتار ہو جاتے ہیں یہی سبب ہے کہ حاجیوں کے متعلق بدظنی بڑھ رہی ہے۔ راقم الحروف نے بھی ایسے معتکف اور حاجیوں کو دیکھا ہے جو حج سے واپسی یا اعتکاف سے باہر آنے کے فوراً بعد ایسے شر انگیز فسادات برپا کر دیتے ہیں گویا کہ گذشتہ ایام میں (حج یا اعتکاف کے زمانے میں) اس کا شدت سے انتظار کر رہے تھے اور اب انہیں موقع ہاتھ آیا ہے۔ ع

شعور و فکر کی یہ کافری معاذاللہ

اگر اس بارے میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو اکلِ حلال نصیب نہیں جس کی سرکارِ دوجہاں نے سخت تاکید فرمائی ہے۔ شیخین کی ایک روایت ملاحظہ فرمایئے :۔

ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ وَيَقُوْلُ يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ۔ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ۔ (بخاری و مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر فرمایا۔ جو طویل سفر کرتا ہے، بکھرے ہوئے بال اور غبار آلود چہرہ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور کہتا ہے اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! حالانکہ اس کا کھانا، اس کا پہننا اور اس کا لباس حرام کا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پرورش حرام ہی میں ہوئی ہے۔ پھر از راہِ تعجب فرمایا۔ بھلا اس کی دعا کیسے قبول کی جا سکتی ہے۔ اندازہ فرمایئے کہ اکلِ حلال کی کتنی تاکید کی گئی ہے۔

اگر بزرگانِ سلف کے اقوال کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے معتقدین اور مریدین کو اکلِ حلال کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے کبھی اپنے مال کی زکوٰۃ تک ادا نہیں کی حج سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں ؂

چوں طوافِ کعبہ کردم ز حرم ندا برآمد
تو بروں در چہ کردی کہ درونِ خانہ آئی

وہ لوگ جنہوں نے یتیموں، غریبوں، مفلسوں اور بیواؤں کا مال بے دھڑک ہضم کیا ہے ان کو بھلا حج کس طرح نصیب ہو سکتا ہے اور کس طرح سود در سود کھانے والے لوگوں کا نام فہرست میں آ سکتا ہے اور حج بھی کر لیں تو وہ درحقیقت کس طرح فیضیاب ہو سکتے ہیں ؂

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

بہرحال اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائیں اور ان کی توجہ بیت اللہ کی جانب مبذول فرمائیں جہاں پر اللہ رب العزت کی ہزارہا رحمتیں اور برکتیں نازل ہو رہی ہیں۔

## قبلہ حضرت سرگودھوی نور اللہ مرقدہ کی بارگاہ علیا میں

مولانا قاضی عبدالکریم کلاچی ——(۲)—— گذشتہ سے پیوستہ

**فرصت مرض** نجم المدارس کے تعلیمی اور تنظیمی مشاغل اس کے ساتھ کچھ اور اجتماعی اور انفرادی ذمہ داریاں اگرچہ اتنی طویل و عریض نہیں مگر اپنی ہمت کی بساط چونکہ نہایت قصیر الذیل ہے اس لئے عموماً دولت فرصت سے ہمکناری محمل لیلیٰ کی ہمرکابی معلوم ہوتی ہے — چنانچہ حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کے ذکر خیر سے متعلق یہ ارادہ بھی کافی عرصہ تک عدم فرصت ہی کے باعث جامۂ عمل نہ پہن سکا۔ تا آنکہ یکم جولائی سے عرق مدنی نارو پاشنہ گیر ہوا۔ مرض نے طول پکڑا۔ یہاں تک کہ علیٰ فرق المواخذہ چار ماہ تک اس نے ساتھ نہ چھوڑا۔ اسی دوران میں چند ہفتے ایسے بھی آئے کہ مرض نے اسیر سربر بنا کر تمام مشاغل چھڑا دئے اور میں درد و الم سے فارغ اوقات کو حضرت مرحوم کے ذکر خیر میں گذارنے لگا اور نتیجۃً اکثر اضطباعی اور استلقائی حالت میں درج ذیل مضمون لکھ کر برگ سبز کی حیثیت سے حضرت مرحوم کی خدمت میں ہدیہ کر رہا ہوں۔ ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

**عنوانات عشرہ** مضمون ان دس عنوانات پر مشتمل ہے:۔

۱۔ آپ کی بے نظیر ذکاوت اور بے مثل حافظہ کا پس منظر (۲) آپ کی ایک پیشگوئی جو حرف بحرف پوری ہوئی (۳) آپ کے بعض اشعار (۴) اہل اللہ کا قلبی احترام (۵) کمالات اہل کمال کی قدردانی (۶) دعوت بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ (۷) منثورات (۸) واجب التقلید خصوصیت (۹) "دُردانہ" بارگاہ ولایت سے آپؒ کا خطاب (۱۰) آپؒ کا سیاسی عقیدہ۔

**۱۔ بے مثل ذکاوت اور بے نظیر حافظہ کا پس منظر**

حضرت مرحوم کے تعزیتی مضامین لکھنے والے تقریباً سبھی اس امر پر متفق ہیں اور غالباً اس خصوصیت میں آپ ہیں بھی یکتائے زمانہ کہ

آپ نے صرف ۲۷ یوم کی قلیل تر مدت میں پورا قرآن مجید حفظ کر کے تراویح میں سنا بھی دیا۔ نیز عربی علوم و فنون کی تمام ضروری کتابیں "موقوف علیہ دورہ حدیث شریف" صرف ایک ہی سال میں پڑھ کر دہلی اور پھر دارالعلوم دیوبند کے درجہ علیا "دورہ حدیث شریف" میں ایک ممتاز طالب العلم کی حیثیت سے داخلہ لیا۔

**پس منظر** عالم اسباب میں اس عجیب و غریب خصوصیت کا باعث کیا بنا۔ احقر راقم نے خود ہی بارہا حضرتؒ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے اس لطف خفی نے جس رحمت کے پس پردہ ظہور فرمایا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ

"میں اپنے شیخ قطب زمان حضرت مولانا احمد خاں صاحبؒ کے کپڑے دھویا کرتا تھا ایک دن میں نے آپ کا پسینہ لگا ہوا بنیان دھویا تو اسی نیت سے اس کا غسالہ پی لیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے دینی علم عطا فرمائے۔

چنانچہ اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے یہ راستہ آسان فرما دیا۔

**حضرت ابی ہریرہؓ کا واقعہ** جدید اذہان کو اس برکت کے تسلیم کرنے میں ذہنی بوجھ محسوس ہوتا ہو یا بہ الفاظ دیگر اعتزال پسند طبائع اسے باور کرنے سے جھجکتی ہوں تو انہیں سیدنا حضرت ابوہریرہؓ کا وہ واقعہ یاد کر لینا چاہئے جسے حدیث کی کتابوں میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف باب المعجزات میں ہے:۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ——

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کچھ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ ہی کے ارشاد کے مطابق میں اپنا کمبل بچھا کر ارشادات سننے لگا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو میں نے اس کو اکٹھا کر کے اپنے سینہ سے لگا لیا پس اس ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو نبی برحق بھیجا ہے کہ اس وقت سے آج تک میں آپؐ کے ارشادات کو نہیں بھولا۔

چند ہی کتابوں بلکہ چند ہی اسباق سے کسی صاحب تصرف کی برکت سے پوری کتاب یا پورے علم کا سمجھ میں آ جانے کا ایک اور عجیب و غریب واقعہ بھی سن لیجئے:۔

**شاہ ولی اللہؒ کی شہادت** انفاس العارفین میں امام الطائفہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ایک مفصل واقعہ کے ضمن میں تحریر فرمایا ہے کہ

میرے والد صاحب نے بیان فرمایا کہ خواجہ خرد قدس سرہٗ نے مجھے کتاب خیالی کے تین سبق پڑھانے کے بعد فرمایا تمہارے دادا شیخ رفیع الدین صاحبؒ نے مجھے صرف تین سبق پڑھائے تھے۔ میں بھی آپ کو اس سے زیادہ نہیں پڑھاؤں گا۔ اور وہ اس طرح کہ میں ان کی خدمت میں کسی اور خیال سے کتاب پڑھنے کا بہانہ بنا کر گیا۔ آپ نے کتاب تو سرسری پڑھائی مگر جس مقصد کو میں چھپا کر گیا تھا بظاہر اسی ہی کو پورا کرنے کی کوشش فرماتے رہے۔ مجھے بڑی شرمندگی ہوئی۔ میں نے اپنے خیال سے توبہ کرنے کا ارادہ کیا مگر دوسرے دن بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ آپ نے اس دن بھی کتاب پڑھانے کی طرف خاص توجہ نہیں فرمائی۔ تیسرے دن میں نے سچی توبہ کی تو آپ نے توجہ سے سبق پڑھا کر فرمایا۔ آپ کو کتاب پڑھنا ہے تو مجھے حکم دیں تاکہ میں ہی آپ کو پڑھانے کے لئے آپ کے مکان پر حاضر ہو جایا کروں۔ آپ آنے کی تکلیف نہ کریں "اور یہ اس لئے کہ میں آپ کا مخدوم زادہ تھا" میں نے عرض کیا حضرت! اس کے معنی تو یہ ہوتے کہ میرا پڑھنا ہی موقوف ہو گیا۔ کیونکہ میرا حاضر ہونا جب آپ برداشت نہیں فرماتے تو آپ کی تکلیف کو میں کس طرح گوارا کر سکوں گا۔ حضرت نے فرمایا ایک تیسری صورت بھی ہے اور وہ یہ کہ آپ

مسجد فیروز شاہ کی فلاں جگہ میں آکر بیٹھ جایا کریں اسی جگہ کتاب کا مطالعہ کریں گے تو انشاء اللہ خود بخود کتاب حل ہوتی جائے گی۔ گویا ؎

بینی اندر از علوم انبیاء
بے کتاب و بے معید و اوستاء

فرماتے ہیں میں نے تجربہ کر کے دیکھ لیا کہ جب بھی اس جگہ بیٹھ کر مطالعہ کیا کتاب حل ہوتی گئی۔ لیکن ذرا بھی اِدھر اُدھر کو بیٹھ گیا تو کامیاب نہیں ہوا۔

والد صاحب فرماتے ہیں۔ میں نے خواجہ خوردؒ سے عرض کیا حضرت ان کے تین سبق تو اس تصرف کے ساتھ مشروط تھے آپ کے تین سبق بھی ایسے ہی ہوں تو مجھے اس سے زیادہ کیا خوشی ہوگی۔ آپ نے فرمایا جاؤ ان تینوں اسباق کے بعد آپ کو کسی علم میں بھی اشکال پیش آگیا تو کہنا۔ کہ فلاں ایسے ویسے نے خواہ مخواہ مجھے بہکا دیا ــــ والد صاحب کا ارشاد ہے کہ اس کے بعد بفضل اللہ مجھے کسی علم میں کبھی بھی کوئی اشکال پیش نہیں آیا۔ ظاہری طور پر اگرچہ میں میر زاہد سے پڑھتا رہا۔ لیکن ایسا بھی ہوا کہ کسی کتاب کا ابتدائی تو ابھی پڑھ ہی رہا ہوں مگر اس کتاب کا آخری حصہ طلباء کو بڑی کامیابی کے ساتھ پڑھا بھی دیا۔

ہمارے زینتِ عنوان رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ کی تعلیم کا قصہ بھی کچھ اسی طرح کا ہے۔ ایک سال کی قلیل مدت میں علوم عقلیہ اور فنونِ نقلیہ کی ضروری کتابوں پر عبور ہو جانا اور پھر اپنے جلیل القدر معاصرین کی یہ شہادت حاصل کر لینا کہ:۔

"آپ بیک وقت خانقاہ، درسگاہ، منبر، دارالافتاء کے نہ صرف یہ کہ خدمات سرانجام دے رہے تھے بلکہ زینت تھے گویا ہدایت کے انہار اربعہ کا منبع تھے ذکی عالم تھے۔ علامۃ العصر حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کے ممتاز تلامذہ میں سے تھے۔ یہاں تک کہ خود مجسم حافظہ اور عین ذکاوت حضرت کشمیریؒ کو آپ کے حافظہ اور جودت ذہن پر تعجب ہوتا تھا۔"

(بینات کراچی بابت ماہ اگست ۱۹۶۶ء)

اسے شیخ کے توجہات قاہرہ کے فیضان کے سوا اور کہا ہی کیا جا سکتا ہے۔ اور سچ پوچھئے تو علوم نافعہ دینیہ کی تو اصل بنیاد ہی جاذبۂ غیبیہ یا پھر عالم اسباب میں تصرفات روحانیہ ہی ہیں۔ دین کی سب سے پہلی تعلیم کا واقعہ یاد کیجئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"غارِ حرا سے واپسی پر جب مجھے اقرأ (پڑھئے) کا حکم ملا اور میں نے ما انا بقارئ میں تو پڑھا ہوا نہیں کا جواب دیا تو فضمّنی یا فغطنی یعنی جبرئیل امین علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مجھے سینہ سے لگا دینے اور زور دینے ہی سے یہ راستہ کھلا۔

### دوسرا واقعہ

اسی کے قریب کا یہ دوسرا واقعہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صبح کی نماز کے بعد خواب میں رب کریم کی زیارت کی حق تعالیٰ نے دریافت فرمایا کیا آپ کو معلوم ہے کہ ملاء اعلیٰ والے کس مسئلہ میں بحث کر رہے ہیں۔ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو میری پشت پر قدرت کے غیبی ہاتھ لگنے سے ہی یہ عقیدہ کھلا اور انکشاف ہوا کہ وہ کفارۂ سیأت اور رفع درجات کے اسباب میں بحث کر رہے ہیں۔ میں نے متنازعہ بحث بتلایا تو فرمایا گیا اچھا بیان کرو۔ گناہ کن اعمال سے معاف کر دئے جاتے ہیں اور درجات کن اعمال سے بلند ہوتے ہیں؟ چنانچہ میں نے جواب میں عرض کیا:۔

مسجد میں نماز کے بعد "یاد خدا" کے لئے بیٹھنے، نماز باجماعت کے لئے پیادہ پا مسجد کی طرف جانے اور تکلیف کے باوجود کامل طور پر وضو کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور کھانا کھلانے، نرم کلام کرنے اور رات کو جبکہ عام طور پر لوگ سوتے رہتے ہیں نماز پڑھنے سے درجات بلند ہوتے ہیں۔

### تیسرا واقعہ

اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ سے بطور امتحان کے پوچھا ـــ بتلایئے قرآن مجید کی کون سی آیت جو تجھے یاد ہے بڑی فضیلت والی ہے۔ حضرت ابیؓ رضی اللہ عنہ نے پہلی بار لاعلمی کا اظہار کیا لیکن جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ دریافت فرمایا تو آپ نے جواب میں عرض کیا:۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ یعنی آیت الکرسی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ آپ کی تصویب فرمائی بلکہ مبارک باد بھی دی۔

سوچئے اور غور کیجئے کہ دوبارہ متصرفانہ دریافت فرمانے کے علاوہ آخر وہ کیا بات ہو سکتی ہے کہ حضرت ابیؓ ایک منٹ پہلے تو لاعلمی کا اظہار فرماتے ہیں لیکن اب وہ جواب اور مکمل باصواب عرض کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

واقعہ یہی ہے کہ یہ اور اس قسم کے دوسرے بہت سے واقعات صحیحہ اور صریحہ پر غور کیا جاتے تو معلوم ہوگا کہ علوم نافعہ دینیہ کا حصول اکثر طور پر اہل اللہ کے توجہات روحانیہ ہی کا رہین منت رہا ہے ؎

طی نمی شود این رہ بدرخشیدن برقے
ما بے خبراں منتظر شمع و چراغیم

شیخ الشیوخ زینت الطائفہ سیدنا حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ برائے تدریس دارالعلوم بھی اسی قسم کا عجیب و غریب واقعہ ہے کہ یا تو ابتدائی مدرس بننے سے چھپتے پھرتے ہیں اور اس خیال سے بھی سخت گھٹن محسوس فرماتے ہیں اور یا حجۃ الاسلام حضرت قاسم نانوتویؒ کی تھپکی دینے سے کہ جاؤ اور پڑھاؤ اس درجہ کے استاد بن جاتے ہیں کہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ، شیخ العرب والعجم حضرت مدنیؒ، مثیل ابن حجر علامہ انورؒ، شیخ الاسلام حضرت عثمانیؒ اور مفتی عصر مولانا مفتی کفایت اللہ وغیرہم آپ کی شاگردی پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ تفصیل سوانح قاسمی میں مطالعہ کی جا سکتی ہے۔

### محنت اور جانفشانی

اس گذارش سے میرا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ طلباء علوم دینیہ کو محنت اور مطالعہ و تکرار کتب میں کوشش کی ضرورت نہیں کلا و حاشا یہ دُرِ یگانہ (دولت علوم دینیہ) ہی اس قابل ہے کہ اس کے حصول میں عمریں گذاری جائیں۔ اور اس کے لئے محنت میں رات دن کو ایک کر دیا جائے کبھی ادنیٰ سستی اور غفلت کو ہرگز اس راہ میں روا نہ رکھا جائے۔ کبراء قوم کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ؎

بقدر الکدّ تکتسب المعالی
ومن طلب العلی سھر اللیالی

اسلاف اور ان کے صحیح اخلاف کے شوق و محنت کے واقعات زبان زدِ عوام و خواص ہیں۔

## غرض و غایت

بلکہ مقصد یہ ہے کہ جدید اذہان میں علماء اور مشائخ کی وقعت جو کم ہوتی جا رہی ہے اور اعتزال پسند طبیعتیں جو صرف ظاہری محنت بلکہ صرف مطالعہ کتب کی شُدبُد کو صحیح علم کے لئے کافی سمجھنے کی جو غلطی کر رہی ہیں الحاد و دہریت کا شوشہ اور ضلالت و گمراہی کا پیش خیمہ ہے۔ احادیث نبویہ علی قائلہا الصلوٰۃ والتحیۃ پر پوری ڈھٹائی سے پھبتیاں کسنا صلوٰۃ و زکوٰۃ اور قربانی و حدود شرعیہ بلکہ سود اور شراب جیسے بنیادی اور مصرحہ احکام اسلام تک میں قطع و بُرید کی ملحدانہ جرأت کرنا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان حتیٰ کہ ذوالنورین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف سبابانہ ہفوات اور بکواس کرنا سب اسی اساتذہ اور مشائخ کے توجہات باطنیہ سے بے نیاز تعلیم کے ثمرات خبیثہ ہیں جن کے اثرات مہلکہ و مزمنہ سے اللہ تعالیٰ امت کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

طلباء علوم نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کا اولین فرض ہے کہ وہ تحصیل علم کے لئے پوری محنت کے ساتھ ساتھ اپنے اساتذہ اور مشائخ و صلحاء وقت کے توجہات قاہرہ باطنیہ اور تصرفات غالبہ روحانیہ کے بھی ہر وقت متمنی رہیں اور ان کا حق ادب اور مخلصانہ خدمت کر کے کوشاں رہیں کہ کس طرح اپنے علم کو نافع بنانے میں کامیاب ہو سکیں ؎

نشان وادی ایمن گہے رسد بمراد
کہ چند سال بجان خدمت شعیب کند

حضرت ممدوح مرحوم کا یہ ارشاد کہ "میرے لئے علم کا راستہ اس سے کھلا کہ میں نے شیخ رح کے بنیان کا غسالہ پی لیا تھا" ہم طلباء کو یہی سبق سکھلا رہا ہے۔ فرحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

## دجالین سے حفاظت کا مسنون وظیفہ

مذہب میں دجل دینے والوں کا ذکر اوپر آ چکا ہے تو ان کے شر سے بچنے کا مسنون وظیفہ لکھ دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے۔ سورۂ کہف کے ابتدائی دس آیتیں اور ایک روایت میں ہے کہ تین آیتیں روزانہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دجال سے محفوظ رکھتے ہیں۔ "مشکوٰۃ شریف" اس لئے متلاشیان حق اور طلباء علوم دینیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس مسنون وظیفہ پر پابندی سے عمل کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ وہ اس کی برکت سے دجاجلۂ دورِ حاضرہ سے بھی حفاظت فرمائیں گے۔

## فولادی سپر

علاوہ ازیں جس طرح میدان جنگ میں دشمن کے وار کو روکنے کے لئے ظاہری طور پر ڈھال کا استعمال کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ واجب اور ضروری بھی ہے اور ان اللہ یحب معالی الھمم کے ماتحت دعائیں بھی انہی کے قبول ہوتی ہیں جو ظاہری طور پر جائز کوششیں کر لیتے ہیں اس لئے ان دجاجلہ کے مقابلہ میں اہل حق کے ترجمان اخبار اور رسائل بھی ضرور زیرِ مطالعہ رہنے چاہئیں جن میں ان گمراہ شخصیتوں کے مکر و فریب کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں۔ جیسے ترجمان اسلام لاہور، بینات کراچی، الحق اکوڑہ خٹک جو آج کل خصوصیت سے فتنۂ تحریف زیرِ سرپرستی ڈاکٹر فضل الرحمان اینڈ کو کے خلاف سازشوں کے پول کھولنے میں مصروف کار ہیں۔ شکر اللہ مساعیہم ملت اسلامیہ کے محبوب اصلاحی ہفت روزہ خدام الدین لاہور کی طرح اگر ان دفاعی پرچوں کو بھی محبوبیت عامہ حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اگر قوم اُسی شوق سے ان کا بھی مطالعہ کریں تو انہیں خود محسوس ہوگا کہ ان کے ہاتھ میں اہل باطل کے مقابلہ کے لئے ایک فولادی سپر آ گیا ہے۔

## رجال غیب

بحمد خوش قسمت ہیں ہمارے واجب الاحترام بزرگ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ماموں کانجن والے جنہیں اللہ تعالیٰ نے محرّف اعظم زکوٰۃ کو ٹیکس دینے والے صاحب بہادر کے کامیاب تعاقب کی توفیق عطا فرما دی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں نہایت بے کسی اور بے بسی کے عالم میں مقہور و مجبور و مظلوم منیبین الی اللہ کی نصرت اور حمایت کے لئے غیب سے کوئی مخلوق فرشتے وغیرہ بھیج دئے جاتے ہیں۔ مولانائے موصوف بھی انہیں رجال غیب میں سے کوئی خوش قسمت معلوم ہوتے ہیں۔ قلمی مدافعت کرنے والے بزرگوں میں پہلے ان کے نام سے کم از کم ہم جیسے دور افتادہ طالب علم ناواقف ہی تھے۔ آپ میدان میں کیا تشریف لائے کہ الحمد للہ اسلام کے خلاف ان سازشوں کے نقاب اُلٹ دئے اور خدا جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان دینی ہفت روزوں اور ماہناموں کو کہ انہوں نے بیک آواز ان کے مضامین کو ملک کے گوشہ گوشہ تک پہنچا دیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء آمین! ثم آمین!!

## اپنی بے بسی

حقیقت یہ ہے کہ آج قلمی دفاع اسلام کی اشد ترین ضرورت اور دین کی بہت بڑی خدمت ہے۔ نجم المدارس کے فنڈ قوت لایموت میں ذرہ بھی گنجائش ہوتی اور ہمیں وہ کتب جن کی ان کے مدافعت کے لئے ضرورت ہے میسّر ہوتے تو اپنی علمی اور قلمی خامیوں کے باوجود بھی اس میدان میں کودنے کو سعادت سمجھتے ہیں۔ اس اصلاحی مضمون کی جگہ بھی دفاعی تحریر کو حضرت الاستاد المرحوم کے ایصال ثواب کے لئے اولیت دیتا مگر ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(باقی آئندہ)

## بقیہ: اسلام کا ایک اہم بنیادی رُکن

کعبہ را ہر دم تجلّی مے فزود
ایں ز اخلاصات ابراہیم بود

دنیا کے حسین و جمیل شہر آباد اور ویران ہوتے رہے۔ لیکن یہ شہر انشاء اللہ قیامت تک دائم و قائم رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت اس کو مٹا نہیں سکتی کیونکہ اس کا محافظ خود اللہ تعالیٰ ہے ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

آخر میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بیت اللہ کی زیارت سے سرفراز فرمائیں۔ خدا کرے وہ مبارک دن نصیب ہوں جب بیت اللہ میں طواف کر رہے ہوں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مقدس پر حاضری دے رہے ہوں (آمین) مومن اس دن کے لئے بے چین اور مضطرب ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

# وحدت رسالت

وحدت الٰہی کے بعد وحدت رسالت کا درجہ ہے اور اس سلسلہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اصلاح فرمائی، جو غلط فہمیاں دُور کیں اور جو بلند تخیل منصب نبوت کے متعلق پیش فرمایا اس کو ذرا تفصیل سے سننے کی ضرورت ہے۔

## تخصیص کا ابطال

سب سے بڑی غلطی جو دوسری قوموں سے اس مسئلہ کے متعلق سرزد ہوئی وہ یہ تھی کہ نبوت کو ایک محدود اور مخصوص چیز قرار دے لیا گیا تھا۔ آریہ ورت کے ہندو کہتے تھے کہ خدا کی بولی صرف یہیں کے رشیوں اور منیوں نے سنی اور وہ صرف وید کے اوراق میں محفوظ ہے۔ زردشت ایرانیوں کے علاوہ سب کو یزدان کے جلوہ نورانی سے محروم خیال کرتا تھا۔ بنو اسرائیل اپنے سوا کہیں اور کسی نبی یا رسول کی بعثت کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ عیسائی صرف اپنے آپ کو خدا کی فرزندی کا مستحق سمجھتے تھے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تخصیص کو خدا کی شان رحمت اور عدل و انصاف کے منافی تصور کیا۔ اور قرآن مجید نے متعدد آیتوں میں اس کی تردید فرمائی ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ ایک یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوا سب پیغمبروں کا انکار کر سکتا ہے۔ ایک عیسائی صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مان کر عیسائی رہ سکتا ہے۔ ایک ہندو تمام دنیا کو شودر کہہ کر بھی پکا ہندو ہو سکتا ہے۔ ایک زردشتی حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی تکذیب کر کے بھی دینداری کا دعوے کر سکتا ہے لیکن ایک مسلمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جب تک تمام پیغمبروں کو تسلیم نہ کرے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ تنگ خیالی کا دائرہ صرف یہیں تک محدود نہ تھا کہ نبوت کو ملک، قوم، اور زبان کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا تھا بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ یہ مخصوص کرنے والے خود پیغمبروں میں تفریق کرتے تھے یعنی ان میں سے بعض کو نہیں مانتے تھے۔ یہود حضرت عیسیٰ کو (نعوذ باللہ) کاذب سمجھتے تھے اور ان پر طرح طرح کی تہمتیں لگاتے تھے۔ قریش حضرت عیسیٰؑ کے نام سے چلانے لگتے تھے۔ یہود و نصاریٰ دونوں حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمان کو صرف بادشاہ سمجھتے تھے اور پیغمبر نہیں مانتے تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب و عجم، شام و ہند، پورب پچھم، اتر دکن کی تخصیص کو دور کرتے ہوئے بتایا کہ ہر ملک اور ہر قوم میں خدا کا نور دیکھا گیا۔ اور اس کی آواز سنی گئی ہے اس لئے بلاتفریق و امتیاز دنیا کے پیغمبروں اور رسولوں کو یکساں خدا کا رسول، صادق اور راست باز تسلیم کرنا چاہئے۔

## مفہوم نبوت کی وضاحت

ایک اور واقعیت جس کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے یہ ہے کہ اسلام سے پہلے نبوت، رسالت، اور پیغمبری کی کوئی واضح اور غیر مشتبہ حقیقت دنیا کے سامنے نہ تھی۔ یہود کے ہاں نبوت کے معنے صرف پیشین گوئی کے تھے۔ اور نبی پیشین گو کو کہتے تھے۔ جس کے متعلق ان کا یہ یقین تھا کہ اُس کی دعا یا بددعا فوراً قبول ہو جاتی ہے۔ چنانچہ تورات کے صحیفۂ تکوین میں اس مضمون کی آیتیں موجود ہیں۔ اسی بنا پر حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی نبوت و رسالت کا ایک دھندلا سا خاکہ اُن کے ہاں موجود ہے۔ بلکہ بعض پیغمبروں کے مقابلہ میں بعض کاہنوں کی پیغمبرانہ شان زیادہ نمایاں معلوم ہوتی ہے حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کی حیثیت صرف بادشاہ کی ہے اور ان کے زمانہ میں پیشین گوئی کرنے والے پیغمبر اور ہیں۔

یہود کی طرح نصاریٰ میں حضرت عیسیٰؑ کا یہ قول کہ "مجھ سے پہلے جو آئے وہ چور اور ڈاکو تھے" ہمارے دعوے کی تائید کرتا ہے۔ موجودہ انجیلوں میں نہ خدا کے رسولوں کی تعریف ہے نہ اُن کے تذکرے ہیں نہ ان کی سچائی اور صداقت کی گواہی ہے۔ حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰ کا بے شبہ تذکرہ کیا گیا ہے۔ لیکن پیغمبرانہ شان کے ساتھ نہیں۔

اس تخیل کا یہ اثر تھا کہ یہود اور نصاریٰ دونوں اسرائیلی پیغمبروں کی طرف بے تامل نہایت رکیک اور نحیف باتیں منسوب کرتے تھے۔ مثلاً حضرت لوطؑ پر بدکاری کا الزام لگاتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ کو گنڈا، تعویذ اور عملیات وغیرہ کا موجد سمجھتے تھے۔ حالانکہ سحر اور جادو تورات میں شرک قرار دیا جا چکا تھا۔ عیسائی گو حضرت عیسیٰؑ کے علاوہ تمام پیغمبروں کو گنہگار خیال کرتے تھے۔ تاہم انجیل کے مختلف حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود اور خود عیسائی بھی حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی نسبت بعض ایسی باتیں کہتے تھے جو ان کی شان عظمت کے سراسر منافی ہیں۔ مثلاً یہود حضرت مریمؑ پر تہمت رکھتے تھے اور انجیل کے طرز سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ احکام عشرہ کے برخلاف اپنی ماں کی عزت نہیں کرتے تھے۔ اور احکام عشرہ کے مطابق ماں باپ کا ادب نہ کرنا بدبختی تھی۔ اسی طرح موجودہ انجیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نماز روزہ کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

## اسلام میں نبوت کا مقام

حضرات انبیاء کرامؑ پر یہود و نصاریٰ کے یہ الزامات صرف اس وجہ سے تھے کہ وہاں نبوت و رسالت کا کوئی بلند تخیل نہ تھا اور انبیاء کی عظمت کی کوئی سطح قائم نہ تھی۔ لیکن اسلام نے دنیا کے تمام پیغمبروں کی عظمت و جلالت کی ایک ہی سطح قائم کی۔ اس کے نزدیک گناہوں سے پاکی اور عصمت تمام انبیاء و مرسلین کا مشترکہ وصف تھا۔ سب پیغمبروں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ وہ سب خدا کے بخشے ہوئے ایک خاص منصب پر

سرفراز تھے، وہ سب دنیا میں اس غرض سے بھیجے گئے تھے کہ خدا کے احکام لوگوں کو بتائیں اور نیکی اور سچائی کا راستہ دکھائیں، وہ سب رہنما، ہوشیار کرنے والے، خدا کی طرف بلانے والے، خوشخبری سنانے والے، تعلیم دینے والے، خدا کے احکام پہنچانے والے، نور، روشنی، خدا کے نیک اور مقبول بندے اور اپنے عہد کے سب سے بہتر انسان تھے۔

اسلام میں اگرچہ پیغمبروں کی کوئی تعداد معین نہیں ہے، تاہم قرآن پاک میں ان کی دو قسمیں ہم کو بتلائی گئی ہیں۔ ایک وہ جن کے ناموں کی تصریح قرآن میں کی گئی ہے۔ اور دوسرے وہ جن کے نام قرآن میں مذکور نہیں ہیں۔ پہلی قسم میں بھی کئی تقسیمیں ہیں۔ بعض وہ انبیاء ہیں جن کو اہل عرب اور یہود و نصاریٰ سب جانتے تھے مثلاً حضرت ابراہیمؑ وغیرہ۔ بعض وہ ہیں جن سے اہل عرب واقف تھے لیکن یہود و نصاریٰ کو ان کی خبر نہ تھی مثلاً حضرت ہودؑ اور حضرت شعیبؑ۔ بعض ایسے ہیں جن کو یہود و نصاریٰ پیغمبر نہیں مانتے تھے لیکن دراصل پیغمبر تھے مثلاً حضرت داؤدؑ اور اور حضرت سلیمانؑ دوسری قسم میں یونان کے سقراط، ایران کے زردشت، ہندوستان کے سری رامچندر جی اور سری کرشن جی اور مہاتما گوتم بدھ اور چین کے حکیم کنفیوشس بلکہ ان ممالک کے اور بھی مختلف عہدوں کے مقدس اور پاک بزرگ شامل ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید نے ہم کو صاف صاف بتلایا ہے کہ ہر قوم میں خدا کے پیغمبر آئے ہیں۔ اگرچہ ہم یقینی طور پر ایسے بزرگوں کے نام تعیین نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہمارے پاس تخصیص و تعیین کا ذریعہ صرف وحی محمدی ہے اور وہ ان کی نسبت خاموش ہے۔ لیکن پھر بھی ہر مسلمان کو تفصیلاً اور اجمالاً تمام انبیاءؑ کو ماننا، ان کی صداقت کو تسلیم کرنا اور اس تسلیم کو ذریعہ نجات سمجھنا لازم ہے۔

ان تمام انبیاءؑ کی ایک پہچان ہے، اُن کی ایک تعلیم ہے، وہ سب ایک وصف (عصمت) میں شریک ہیں۔ اُن سب کو ایک ہی طرح ماننا ضروری ہے۔ اُن سب کا ایک مشن ہے اور ان سب کی ایک زندگی ہے۔

قرآن پاک کی متعدد آیتیں ہیں جن میں وحدت رسالت کے اس مفہوم کو ادا کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ وہ دنیا کے تمام انبیاءؑ اور پیغمبروں کی یکساں تعظیم و تکریم کریں اور اُن سب کو برابر سمجھیں اور یہ عقیدہ تعلیم کیا گیا ہے کہ:

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ۔

ترجمہ: ہم خدا کے فرستادوں میں کوئی فرق نہ کریں۔

اور یہ تعلیم دی ہے کہ دنیا کی تمام قوموں میں خدا کے رسول آئے اور اس کے احکام لوگوں کو سناتے رہے۔ کوئی قوم نہیں جس میں خدا کا فرستادہ نہ آیا ہو۔ اس کے لئے عرب و عجم، روم و شام، بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل، ایرانی اور تورانی کی کوئی تخصیص نہیں۔ ان تمام قوموں میں خدا نے اپنے رسول بھیجے۔ اور رسول اسلام کی تعلیم ہے کہ ہم ان سب کو خدا کے یکساں رسول سمجھیں۔ اسی کا اثر ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ یہودیوں کے پیغمبروں، عیسائیوں کے رسولوں، ایرانیوں کے نبیوں اور ہند و چین کے ربانی مبلغین کو صادق و راست باز یقین کریں۔

---

**جب عمرؓ کا نعرۂ مستانہ ہوتا تھا بلند**
**نشہ ہو جاتا تھا فوراً روم و ایران کا ہرن**

(مولانا ظفر علی خانؒ)

---

## معذرت

خدام الدین لاہور بابت ۲۴ر فروری ۱۹۶۰ء کے درس قرآن صفحہ ۱۶ پر اصل مسودے کے مطابق قرآن حکیم کی سورۃ بقرہ رکوع ۳۴ کی آیت نمبر ۲۵۷ کے آخری الفاظ مبارک غلط چھپ گئے ہیں جس کے لئے ادارہ سخت نادم اور اللہ رب العزت سے بصمیم قلب معذرت خواہ ہے۔ قارئین کرام يُخْرِجُونَهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ کی بجائے يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ پڑھیں۔ (ادارہ)



## تعارف و تبصرہ

مضطر گجراتی بی۔ اے

کتاب: (رسالہ عجالہ نافعہ) حضرت امیر معاویہؓ

مولفہ۔ پیرزادہ غلام دستگیر نامی

ضخامت: ۹۶ صفحات

قیمت: ایک روپیہ ۲۵ پیسے

ناشر: محمود الحسن نور محمد تاجران کتب ۱۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔

پیرزادہ مولانا غلام دستگیر نامی مرحوم کا نام دینی، ادبی اور علمی حلقوں میں تعارف کا محتاج نہیں۔ موصوف کے علمی اور ادبی کارناموں سے پاک و ہند کے عوام و خواص کم و بیش سب واقف ہیں۔ نامی مرحوم کو تاریخ اسلام کے اُلجھے ہوئے مباحث کو صاف ستھرے اور واضح انداز میں سامنے لانے کی خاص مہارت تھی اور ان کی تنقید اتنی بے لاگ اور حقائق کو نکھارنے میں اتنی فیصلہ کن ہوتی تھی کہ آج تک کسی کو ان سے اختلاف کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

زیر نظر کتاب انہی کے حقیقت افروز قلم کی رہین منت ہے۔ معاندین اسلام نے اسلام کی دیگر مایۂ ناز شخصیتوں کی طرح حضرت امیر المومنین معاویہؓ کی منتظمانہ قابلیت، حاکمانہ استعداد، بے نظیر دینی خدمات اور اولوالعزمانہ فتوحات کو بے وقعت کرنے کی خاطر اُن کی بلند سیرت کو داغدار کرنے کی مذموم اور ناپاک کوششیں کی ہیں حالانکہ مندرجہ بالا باتوں سے قطع نظر حضرت امیرؓ ایک جلیل القدر صحابی اور جناب رسالت مآبؐ کے کاتب وحی تھے۔ اگر اُن کے دوسرے محاسن کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو ان کا شرف صحابیت ہی ان کی عظمت و بزرگی کی شافی دلیل ہے اور ایک صحابی کی تنقیص و توہین کا مرتکب وہی شخص ہو سکتا ہے جس سے ایمان و بصیرت سلب ہو چکے ہوں۔

مولانا نامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں حضرت امیر معاویہؓ کے حالات پر نہایت درست انداز میں روشنی ڈالی ہے اور معاندین اسلام کے سوقیانہ حملوں کا قوی دلائل اور ثقہ حوالوں سے دفاع کرتے ہوئے حضرت امیر کی عظمت و شان کو اجاگر کیا ہے۔ کتاب اختصار کے باوجود جامع اور شروع سے آخر تک بصیرت افروز ہے۔ عوام الناس کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

---

## داخلے

لاہور میں طلباء کی محدود تعداد کے لئے داخلہ کی گنجائش ہے۔ بیرونی طلبہ کے لئے قیام و طعام اور دیگر ضروری اخراجات کا مدرسہ ہی کفیل ہوگا۔ زیر سرپرستی و نگرانی جناب الحاج کمال الدین صاحب (مدرس کارپوریشن لاہور)

## حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحبؒ کا واہ کینٹ میں

# درسِ قرآنِ مجید

منعقدہ ۲۵ ستمبر ۱۹۶۶ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی۔اے

گذشتہ سے پیوستہ

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں ایک دن گیا بازار میں، خواجہ بہاؤالدین نقشبندی اولیاء اللہ کے امام گزرے ہیں، انہی کے نام پر ہے۔ سلسلۂ نقشبندی۔ چار طریقے ہیں مشہور، چشتی، نقشبندی، سہروردی، قادری، یہ مشہور ہیں۔ تو خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر طریقۂ نقشبندی ہے۔ یہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی تھے، یہ پیر صاحب موہڑہ شریف والے نقشبندی تھے۔ اور بھی نقشبندی اولیاء پاکستان میں کافی ہیں، تو آپ کو نقشبندی کیوں کہتے ہیں یہ بھی سن لیجئے آپ کپڑا بُنا کرتے تھے۔ کپڑا بُننے کا کام کرتے تھے نقشبند تھے۔ کپڑا بُنا کرتے تھے، تو کپڑا بُنتے بھی اللہ کا ذکر کرتے تھے، تو اس کپڑے میں بھی اللہ اللہ بنا جاتا تھا، نقشبند اس لیے کہتے ہیں، کپڑا بنا کرتے تھے، کپڑا بُنتے بُنتے بھی اللہ اللہ ہوتا رہتا تھا۔ اللہ اللہ کا ورد اتنا غالب تھا کہ کپڑے میں بھی اللہ اللہ بُنا جاتا تھا۔ یہ تھے نقشبند۔ ایک ہم ہیں نقشبند۔ موٹریں ضرور لیں، کاریں ضرور لیں ہوائی جہاز بنا لیے، مربعے خرید لیے، واللہ ہماری بھی اصلاح فرمائے اور جس نام کو ہم نے مشہور کیا ہے اللہ ہمیں اس نام کی لاج رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ یہ ہم پورے عامل ہو جائیں تو تب مزا آتا ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا، کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین تشریف لے گئے۔ ایک دن بازار میں تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا کپڑے کا تاجر اپنی دکان پہ بیٹھا کپڑا بیچ رہا ہے۔ حضرت رح تھوڑی دیر وہاں ٹھہر گئے، فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس کے مال کو دیکھا تو بہت بڑی کپڑے کی دکان تھی، بڑا کپڑا پڑا تھا۔ اور جب میں نے اس کے دل پہ نظر کی، تو میں نے دیکھا کہ وہ کپڑا بھی بیچ رہا ہے۔ لیکن اس کا دل ایک لحظہ بھی خدا کی یاد سے غافل نہیں ہے۔ کپڑا بھی بک رہا ہے اور اللہ کا ذکر قلبی بھی ہو رہا ہے تو حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ جو تھے، انہوں نے شمس الدین کے لیے دعائیں کی ہوں گی، تجلیات نازل کی ہوں گی۔ توجہ دی ہو گی۔ ملے نہیں تھے توجہ دیتے رہے دعا کرتے رہے، خیر خواہی کرتے رہے۔ خواجہ قطب الدین کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ موت کے وقت آپؒ نے وصیت فرمائی کہ میری موت کے بعد میری نماز جنازہ وہ انسان پڑھائے جس نے ساری عمر میں عصر نماز کی چار رکعت جو نفل ہیں یہ نہ چھوڑے ہوں۔ ایک ہم ہیں، جو فرض بھی نہیں پڑھتے۔ چار رکعت نماز نفل ہیں، سنت پڑھی جاتی ہیں۔ سنتِ زوائدہ، عصر کی نماز سے پہلے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے، ایک یا دو دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑے ہیں، باقی ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اور ان کی بڑی برکات ہیں۔ واللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو بھی پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ پیش ہوتا ہے خلیفہ صاحب اعلان کرتے ہیں کہ حضرتؒ کی وصیت ہے کہ آپ کی نماز جنازہ وہ پڑھائے جس نے ساری زندگی میں عصر کی نماز کی چار سنتیں نہ چھوڑی ہوں۔ یہ قطب الدین بختیار کاکی وہ ہیں جن کے پاس خواجہ معین الدین چشتی اجمیری پیدل چل کر آیا کرتے تھے یہ دونوں ہم زمان ہیں۔ اب کون آگے ہو؟ کوئی مجھ جیسے کا جنازہ ہوتا تو ہر کوئی آگے ہو جاتا، اب سب لرز گئے کہ یہ تو بہت بڑے ولی کا جنازہ ہے۔ کام کہیں اور خراب نہ کر دے کوئی آگے ہونے کی جرأت نہیں کرتا، شمس الدین التمش بھی جنازے میں تھا، پوچھتا ہے کیا بات ہے؟ کیوں دیر ہو رہی ہے؟ بتایا گیا؟ کہ بادشاہ سلامت بات یہ ہے کہ حضرتؒ کی وصیت ہے کہ میری نماز جنازہ وہ انسان پڑھائے۔ جس نے اپنی زندگی میں عصر کی چار رکعت سنتیں نہ چھوڑی ہوں، تو فرمایا اتنے بڑے مجمعے میں کوئی بھی نہیں ملتا جی کوئی دلیری نہیں کرتا؟ یقین نہیں دلاتا شمس الدین التمش آگے ہونا چاہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے شمس الدین وہ انسان ہے کہ جب سے بالغ ہوا ہوں آج تک عصر کی سنتیں نہیں چھوڑیں۔ کون کہتا ہے دولت نہ کماؤ؟ چنانچہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟ شمس الدین التمش نے شمس الدین التمش نے نماز جنازہ پڑھائی قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی۔

تو میں عرض اس پہ کر رہا تھا، میرے دوستو! اور میرے بزرگو! کہ رب العالمین فرماتے ہیں کہ ظلمات کا خالق بھی میں نور کا خالق بھی میں ہوں۔ تو بعض لوگوں نے یہ غلطیاں کیں، وہ شک اور وہم کی وادیوں میں گم ہو گئے تو آگ کی عبادت شروع کر دی، مجوسیوں نے آگ کو بھی سجدہ کیا، اپنے ہاتھ سے جلایا، تو بات وہاں سے چلی تھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ ۝ مجھے بتاؤ وہ آگ جو تم سلگاتے ہو ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ اس پودے کو جس سے تم لکڑی حاصل کرتے ہو تم نے اگایا؟ یا ہم اگاتے ہیں؟ اگانے والے ہم، آگ پیدا کرنے والے ہم، آگے لمبی بحث ہے۔ اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ۝ تم مجھے بتاؤ جو پانی تم پیتے ہو یہ تم آسمان سے برساتے ہو کہ میں برساتا ہوں؟ تم کہو گے جی ہم تو کنواں لگاتے ہیں، بورنگ (BORING) کرتے ہیں، قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ ۝ (سورت ملک ۴) بتاؤ میں پانی نیچے لے جاؤں تو تم کہاں سے نکالو گے۔ کتنے بورنگ تمہارے فیل نہیں ہوئے، تمہیں کیا پتہ ہے؟ پانی دینے والا میں بارش برسانے والا میں، آگ پیدا کرنے والا میں۔ تو پھر کیا ہونا چاہیے؟ میری عبادت کرو یا غیر کی کرو؟ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝ فرمایا پھر عجیب حساب ہے یہ جو میرے منکر ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ خالق سماوات پہ ایمان لاتے خالق ظلمات پہ ایمان لاتے خالقِ نور پہ ایمان لاتے لیکن بدبختوں نے خود باتیں گھڑ لیں اور اس شک کی وادیوں میں گم ہو گئے نور سے بھٹک گئے اندھیروں میں پہنچ گئے۔ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝ پھر یہ منکر اپنے پالنے والے کے ساتھ اوروں کو شریک کر رہے ہیں۔ رب فرمایا۔ پھر مسئلہ رب کا آ گیا ہے باللہ نہیں فرمایا، بِرَبِّهِمْ اپنے رب کے ساتھ، یہ سامان تو تیری تربیت کے ہیں۔ رب جو ان کا خالق ہے تم اس کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہو؟ اور جہاں خود مالک بنتے ہو۔ وہاں کسی کو شریک نہیں بننے دیتے

قرآن مجید نے بڑی پیاری مثال دی اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، میں تم سے پوچھتا ہوں هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ ۝ تمہارے جو غلام ہیں جن کے تم خالق نہیں ہو جن کے تم مالک نہیں ہو جن کے تم رازق نہیں ہو چند ٹکوں پہ تم نے خرید یا چند ٹکوں پہ تم نے ملازم رکھے، کیا تم ان کو اپنے کاروبار میں شریک کرتے ہو؟ یا کسی اور کو شریک ہونے دیتے ہو؟ ہم میں سے کتنے بھائی بیٹھے ہیں جن کے ملازم ہوں گے۔ ملازمائیں گھروں میں ہوں گی واللہ تعالےٰ ان کے ساتھ نیکی کا سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم یتیم بچوں کو گھروں میں نوکر رکھ لیتے ہیں۔ لیکن ان یتیموں کے ساتھ اچھی بات کرنے کو بھی ہم اپنی شان کے

خلاف سمجھتے ہیں یاد رکھو! یتیموں کی تربیت کیجئے یتیموں کو اپنے بچوں کی طرح سمجھو، فَاَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ یتیموں کو مت جھڑکو، بیواؤں پر نظر کرم کرو، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کسی یتیم کو دیکھو۔ اس کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرو، یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو، جتنے بال تمہارے ہاتھ کے نیچے آئیں گے، اللہ اتنے تمہارے گناہ صاف کر دیں گے کسی یتیم بچے کے سامنے اپنے بچے کے ساتھ مت پیار کرو، ہو سکتا ہے یتیم بچہ اللہ کے حضور فریاد کرے۔ یا اللہ میرا باپ ہوتا مجھے بھی پیار کرتا، اس لیے کہیں تم پہ آفت نہ آ جائے۔ کسی بیوہ کے سامنے اپنی بیوی کے ساتھ ناز کی باتیں مت کرو، ہو سکتا ہے وہ بیوہ دل میں آہ کرے، اسے اپنا سہاگ یاد آ جائے، اور تم پہ کہیں مصیبت نہ آ جائے اسلام تو اخوت کا دین ہے، محبت اور مودت کا دین ہے (اللہ ہمیں احسان اور حسن سلوک کی توفیق عطا فرمائے)

حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک صحابی ہیں بریدہؓ جنگ احد میں شہید ہو گئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے ہیں، حضرت بریدہؓ کا بچہ (یتیم بچہ) دیوار کے ساتھ بیٹھا رو رہا تھا۔ بھائی یتیموں نے تو رونا ہی ہوتا ہے۔ رو رہا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوچھتے ہیں "کیوں روتے ہو؟" کہتا ہے "اللہ کے نبی! آپ تو جانتے ہی ہیں کہ میرا باپ شہید ہو چکا ہے۔ تو جس کا باپ رخصت ہو چکا ہو، حضورؐ اس نے تو رونا ہی ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور فرمایا "کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ محمدؐ تیرا باپ ہو اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تیری ماں ہو؟" — طبقات حنابلہ" میں یہ واقعہ موجود ہے) فرمایا کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ محمدؐ تیرا باپ اور عائشہؓ تیری ماں ہو؟ آج ہم کسی یتیم سے یہ کہتے ہیں۔ سچ بتاؤ؟ (اللہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ میرے بھائیو! میں ادب سے، درخواست کروں گا کہ ہر مہینے جن کو خدا نے دولت دی ہے مہینے میں کم از کم ایک دفعہ اپنے محلے کے اپنی گلی کے، قرب وجوار کے دو تین یتیم بچوں کو بلاؤ ان کے ہاتھ دھلاؤ چہرے دھلاؤ۔ اچھے کپڑے توفیق ہے تو پہناؤ اور اپنے بچوں کے ساتھ دستر خوان پہ بٹھا کر ان کو کھانا کھلاؤ، ان کے منہ میں لقمے ڈالو۔ دیکھو تم پہ اللہ تعالیٰ کتنی رحمتیں نازل کرتے ہیں۔ نیکی کے راستے ہیں۔ خدا کو خوش کرنے کا راستہ ہے۔ یتیم بچہ کھانا کھائے گا، تم پہ خدا کی رحمتیں نازل ہوں گی، برکتیں نازل ہوں گی، اللہ تعالیٰ تم سے پیار کریں گے کہ اس نے میرے ایک مفلوک الحال بندے کے ساتھ پیار کیا، ایک یتیم بچے کو قریب کیا، یاد ہے وہ حالی کا شعر ؎

یہ پہلا سبق ہے کتاب ہدیٰ کا
کہ مخلوق ساری ہے کنبہ خدا کا

لیکن آج ہم کیا کرتے ہیں، ہم اپنے بھتیجوں کو قریب نہیں آنے دیتے بھائی مر جائے بھتیجے کو رگڑ دیتے ہیں، بھانجے کو رگڑ دیتے ہیں۔ یتیم ہمارے قریب نہیں آتے، لڑتے ہیں۔ یتیم ہمیں دیکھ کر، بیوائیں ہمارے گھروں میں سسکیاں لیتی ہیں ہمارے برتن مانجتی ہیں۔ ان کی طاقت نہیں کہ ہمارے گھر میں ہماری بیوی کے پلنگ پہ آ بیٹھے۔ کیا ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہیں؟ وہ نبیؐ جس کے متعلق یہ آتا ہے۔ تَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتُعِينُ عَلَىٰ نَوَائِبِ الْحَقِّ بیواؤں کی باز پرس کرنے والا نبی، یتیموں کو گود میں لینے والا نبی، بیکسوں کی مدد کرنے والا نبی وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ آج اس نبی کی امت ہم کیا رہے ہیں، میرے بزرگو! انسانیت کے ساتھ دکھ میں شریک ہونا، خوشی میں شریک ہونا۔ بیکسوں کی مدد کرنا، یاد رکھو اتنی بڑی عبادت ہے، اس سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں، یتیم کا دل خوش ہو جاتا ہے، بے کس کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑی رحمتیں نازل کرتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

سراج الدین۔ بی۔ اے سکھر

# اسلام میں خدمت خلق کا پیغام

اسلام میں اُس انسان کا بڑا مرتبہ ہے۔ جو دوسروں کی تکلیفوں کو برداشت کر لیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ٥ یعنی (اللہ) صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دے گا (سورہ زمر ۲۶)

اور اسی طرح اللہ تعالےٰ نے متقی اور پرہیزگار جنتی انسان ان لوگوں کو بتلایا ہے جو اپنوں پر، غیروں پر، یتیموں پر اور غریبوں پر حیثیت کے مطابق فراخی میں بھی اور تنگدستی میں بھی روپیہ، پیسہ، کپڑا، روٹی محض رضائے الٰہی کی غرض سے دیتے ہیں اور جب ان کو اپنے یا پرائے ستاتے ہوں۔ بُرا بھلا کہتے ہوں۔ مگر یہ بدلہ نہ لیتے ہوں، بلکہ غصہ کو پی جاتے ہوں۔ اور ساتھ میں ان کو معاف بھی کر دیتے ہوں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ان کے ساتھ احسان کرتے ہوں۔ یہی لوگ اللہ تعالےٰ کے پسندیدہ مومن بندے ہیں اور حدیث پاک میں ایسے لوگوں کی بڑی فضیلت آئی ہے چنانچہ...... ایک مرتبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ میدان حشر میں تمام مخلوق کو ایک جگہ جمع کریں گے تو ایک اعلان کرنے والے سے اعلان کرائیں گے کہ آؤ، کہاں ہیں بزرگی اور فضیلت والے لوگ، تو اس اعلان کو سُن کر تھوڑے سے لوگ اٹھیں گے۔ اور تیزی سے جنت کی طرف چل دیں گے۔ تو راستہ میں فرشتے ملیں گے وہ ان سے پوچھیں گے۔ کہ اے لوگو! آخر بات کیا ہے کہ آپ لوگ بڑی تیزی سے جنت کی جانب جا رہے ہو آپ میں کیا خصوصیت ہے۔ اس پر وہ لوگ بتائیں گے کہ ہم لوگ کیونکہ اہل فضل ہیں اس وجہ سے جنت میں بھیجے جا رہے ہیں اس پر وہ فرشتے سوال کریں گے۔ کہ اہل فضل ہونے کا کیا مطلب ہے۔ اس پر وہ لوگ بتائیں گے کہ جب دنیا میں ہم پر ظلم کیا جاتا تھا تو ہم صبر کیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے آج ہم لوگوں کو جلد جنت میں داخل ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔

(ترغیب ترہیب المندری صـ۱۵۳ جلد ۲)

۲۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپ نے فرمایا۔ کہ آج دنیا میں جو انسان کسی مسلمان کی کوئی مصیبت یا پریشانی دور کرائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کو مصیبت اور پریشانی سے دور فرما دیں گے۔ اور جو دنیا میں کسی کی تنگدستی کو دور کریگا اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اُس کی تنگدستی و تنگ حالی دور فرما دے گا۔ اور جو مسلمان دنیا میں کسی کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالےٰ قیامت میں اُس کے عیب کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔ اور جو کسی مسلمان کو سہارا دینے میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو سہارا دینے میں لگے رہتے ہیں (ترغیب صـ۱۴۵)

۳۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق میں کچھ لوگ ایسے بھی پیدا فرما رکھے ہیں۔ کہ جو لوگوں کی ضرورتوں میں کام آتے ہیں۔ کہ جب لوگوں کو ضرورتیں پیش آتی ہیں۔ تو ان کی فریادرسی کرتے ہیں۔ یہی لوگ در اصل اللہ کے عذاب اور پکڑ سے محفوظ رہتے ہیں۔

(ترغیب صـ۱۴۵ جلد دوم)

۴۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ ایک مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کی ضرورت میں چلنا دس سال اعتکاف کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ اور تمہیں معلوم ہو کہ رضائے الٰہی کی نیت سے ایک دن کے اعتکاف کی وجہ سے اللہ تعالےٰ اس کو جہنم سے تین خندقوں (کھائیوں) جتنا دور فرما دیتے ہیں۔ اور ہر خندق کی لمبائی اتنی ہوتی ہے۔ جتنی کہ آسمان کے ایک کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک (ترغیب صـ۱۴۵ جلد ۲)

۵۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے لئے اس کی ضرورت میں نکلا اور اس کو پورا کر کے چھوڑا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتوں کو مقرر فرما دیتے ہیں کہ وہ اس شخص کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہیں۔ اگر وہ کام دن کو کرایا ہے تو صبح سے شام تک وہ فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں اور اگر رات کو کرایا ہے تو شام سے لے کر صبح تک وہ فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں اور اس سلسلے میں جتنے بھی قدم اُٹھتے ہیں ہر قدم پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک درجہ بلند ہوتا ہے (ترغیب صـ۱۴۵ جلد ۲)

(۶) اس طرح ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ جو مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کے لئے اس کے کام میں جاتا ہے۔ تو اس کو اپنے گھر سے جانے اور آنے میں ہر قدم پر ستر ستر نیکیاں ملتی ہیں اور ستر ستر گناہ مٹائے جاتے ہیں۔ پھر اگر اس نے اس کام کو پار لگا دیا تو گناہ سے ایسا پاک کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت پاک ہوا کرتا ہے۔ اور اگر اسی دوران میں موت آ جائے۔ تو بے حساب جنت میں جائے گا (ترغیب صـ۱۴۵ جلد ۲)

(۷) اسی طرح ایک مرتبہ آپ کی خدمت مبارکہ میں لوگوں نے ایک شخص کا واقعہ بیان کیا۔ کہ فلاں شخص ہمارے ساتھ سفر میں گیا تھا وہ بڑا ہی نیک شخص تھا۔ کہ جب وہ راستہ طے کرتا ہوا چلتا تھا۔ تو کلام پاک کی تلاوت میں مشغول رہتا تھا۔ اور جب کسی منزل پر قیام ہوتا تھا۔ تو نماز میں مشغول ہو جاتا تھا۔ اس پر...... آپؐ نے ان لوگوں سے دریافت کیا۔ کہ یہ بتاؤ اس کے مال و اسباب کی نگرانی کون کرتا تھا۔ اس کی سواری کے لئے چارے کا انتظام کون کرتا تھا اس پر ان لوگوں نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب چیزوں کا انتظام تو ہم ہی لوگوں کے سپرد تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم سب لوگ اس سے بہتر ہو۔

(ترغیب صـ۱۴۶ جلد ۲)

(۸) اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کے گھرانوں میں سے کسی گھرانے میں خوشی داخل فرمائے گا اللہ تعالےٰ ایسے شخص کو جنت میں داخل کر کے ہی راضی ہوگا

(ترغیب صـ۱۴۶ جلد ۲)

(۹) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص کسی مظلوم کا حق دلائے گا اللہ تعالےٰ قیامت کے دن پل صراط پر اس

کے قدم کو جمائے رکھے گا - یعنی پار لگائے گا (ترغیب ص۱۴۶ جلد ۲)

(۱۰) اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا - کہ جس نے کسی مسلمان کا کوئی کام اس لئے کر دیا تاکہ وہ خوش ہو جائے - تو اس نے مجھ کو خوش کیا - اور جس نے مجھ کو خوش کیا - اُس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا - اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں داخل فرمائیں گے - (مشکوٰۃ ص۴۲۵)

(۱۱) اسی طرح ایک موقع پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے کے سلسلے میں بیان کرتے ہوئے بڑی اہمیت کے ساتھ ارشاد فرمایا - کہ سنو! متوجہ ہو جاؤ، میں تم لوگوں کو وہ چیز بتاتا ہوں - جس کا درجہ نماز سے زیادہ بڑا، جس کا درجہ روزہ سے زیادہ بہتر رہتا ہے - سنو، وہ چیز یہ ہے - کہ جب کبھی دو مسلمانوں میں نا اتفاقی و ناچاقی ہو جایا کرے - تو تم لوگ ان کے درمیان صلح صفائی کرا دیا کرو - تمہارا یہ عمل خداوند تعالیٰ کے نزدیک تمہاری نماز روزے سے بہتر شمار ہوگا (ص۱۷ جلد ۲)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خدمت خلق کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین -

## تعارف وتبصرہ

مضطر گجراتی

نام کتاب:- مسئلہ قربانی

مصنف - ابوالزاہد محمد سرفراز خاں صفدر

شائع کردہ - ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ الاسلام نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

یہ کتاب دراصل دو رسائل کا مجموعہ ہے (۱) مسئلہ قربانی (۲) سیف یزدانی رسالہ قربانی میں قرآن حکیم احادیث صحیحہ اور تاریخ اسلام کے جیّد حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے - کہ قربانی حاجی اور حرم شریف کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر جگہ صاحب استطاعت مسلمان کے لئے اس کا حکم عام ہے منکرین قربانی کے عقلی ونقلی دلائل کا رد بھی پیش کیا گیا ہے

سیف یزدانی غیر مقلدین حضرات کے جواب میں ہے جس میں بتایا گیا ہے - کہ قربانی کے دن صرف تین ہیں - اور یہی ائمہ ثلاثہ اور سلف صالحین کا مسلک رہا ہے - مسئلہ قربانی پر معلومات حاصل کرنے والے اس کتابچہ کا مطالعہ مفید پائیں گے

اشتہار کی ذمہ داری مشتہر پر ہے -

## بقیہ: عید الاضحیٰ

جاتے تھے - چنانچہ دونوں باپ بیٹوں کا یہ جذبۂ عمل ایسا مقبول ہوا کہ آج خدا کا وہ پاک گھر (خانۂ کعبہ) جو دونوں باپ بیٹوں نے مل کر تعمیر کیا تھا تمام دنیا کے مسلمانوں کی آنکھوں کا تارا ہے اور رہتی دنیا تک رہے گا - مسلمان وہاں حج کے لئے جمع ہوتے ہیں، شوق و محبت سے اس گھر کا طواف کرتے ہیں، سنگ اسود کو بوسہ دیتے ہیں اور قربانیاں کرتے ہیں -

ذی الحجہ کی دس تاریخ کو عید الاضحیٰ کا تہوار منایا جاتا ہے - اس تہوار میں مسلمان غسل کر کے اچھے کپڑے پہن کر بستی سے باہر جمع ہوتے ہیں - راستے میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی تکبیر پڑھ کر بیان کرتے جاتے ہیں - وہاں جا کر دو رکعت نماز جماعت سے ادا کرتے ہیں - گویا اللہ کی بندگی اور غلامی کا عہد کرتے ہیں، اس کے دین پر چلنے اور مر مٹنے کا اقرار کرتے ہیں، اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اپنے دین کا پیرو بنایا - نماز کے بعد خطبہ سنتے ہیں - جس میں توحید و رسالت کے کے مضامین اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کی مقدس زندگیوں کے حالات ہوتے ہیں واپس آکر صاحب استطاعت لوگ قربانیاں کر کے سنتِ ابراہیمیؑ کو تازہ کرتے ہیں - گویا یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہماری جانیں اور ہمارے مال اللہ کی راہ میں حاضر ہیں -

یہ ہے عید قربان کی حقیقت - اس عید سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی پوری زندگی پیغام حق کو پھیلانے میں صرف کر دی اور اس کارِ مقدس میں بڑی سے بڑی تکلیف کی بھی پرواہ نہ کی - اسی طرح ہمیں بھی اپنی پوری زندگی دینِ حق کو پھیلانے میں لگا دینی چاہئے اور جس طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے - اسی طرح ہمیں بھی مستعد رہنا چاہئے -



## اعلان

انجمن خدام الدین نوشہرہ کے زیر اہتمام عظیم الشان تبلیغی کانفرنس ۳۱ مارچ تا ۲ اپریل منعقد ہو رہی ہے جس میں ملک کے مشاہیر علماء و اکابر ملت اپنی تقاریر و مواعظ سے سامعین کو مستفید فرمائیں گے -

الداعی: احمد عبدالرحمٰن صدیقی ناظم انجمن نوشہرہ شاخ

## دعاء صحت

حضرت مولانا قاری فضل کریم صاحب بانی مدرسہ ....... تجوید القرآن موتی بازار کوچہ کندیگراں لاہور ایک عرصہ سے بیمار ہیں اور اس وقت میو ہسپتال میں داخل ہیں - قارئین خدام الدین سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ قاری صاحب کو شفا کاملہ عطا فرمائے - امین

عبدالحمید صاحب متعلم مدرسہ تجوید القرآن

## دعائے مغفرت

چودھری محمد اکرم صاحب خازن مجلس احرار اسلام لاہور کے چچا چودھری محمد ابراہیم صاحب سعدی پارک والے چند دن ہوئے فوت ہو چکے ہیں - انا للہ وانا الیہ راجعون - قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ ان کے حق میں دعاء مغفرت اور ایصال ثواب فرمائیں -

## تحفۂ عید الاضحیٰ

فضائل ومسائل قربانی اور نماز عید پر مشتمل کتابچہ صرف سات پیسے کے ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کریں -

سعید احمد قادری دکان ۱۲۳ خواجہ شہاب الدین مارکیٹ صدر کراچی ۳

## ضرورت رشتہ

- دوشیزہ تعلیم بی اے سی ٹی عمر ۲۵ سال معزز خاندان، باسلیقہ پابند صوم وصلوٰۃ کے لئے رشتہ درکار ہے -
- نوجوان گورنمنٹ ملازم خوش اطوار عمر ۲۹ سال اچھے عہدے پر فائز تنخواہ ۴ صد روپیہ ماہوار کے لئے تعلیمیافتہ اور سگھڑ لڑکی کا رشتہ مطلوب ہے - دونوں صورتوں میں ذات پات اور جہیز کی قید نہیں -

مبارک معرفت مینجر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

## بچوں کا صفحہ

# حقوق ہمسایہ

ماہی کمال الدین مدرس کارپوریشن سکول محمود بوٹی لاہور

ہونہار بچو! آج کی فرصت میں ہم آپ کو پڑوسی کے حقوق پر کچھ معلومات کرانا چاہتے ہیں بعض بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے پڑوسیوں کو تنگ کرتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں۔ مار پیٹ سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ان کے گھروں میں اینٹ۔ پتھر روڑے پھینک دیتے ہیں۔ اپنے کوٹھے پر چڑھ کر ان کے گھروں میں جھانکتے ہیں اور پتنگ بازی کرتے ہوئے ہرگز اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ ہمسایہ کی بہو بیٹی کی بے پردگی ہوگی

حضورؐ نے پڑوسی کے حقوق کے متعلق بہت زیادہ تاکیدیں فرمائی ہیں یعنی اس کا اکرام کرے اس کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے یعنی جس چیز کا وہ محتاج ہو اس میں اس کی اعانت کرے اور اس سے برائی کو دفع کرے۔

ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے۔ جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے؟ اگر وہ تجھ سے مدد چاہے اس کی مدد کر۔ اگر قرض مانگے تو اس کو قرض دے۔ اگر محتاج ہو تو اس کی اعانت کر۔ اگر بیمار ہو تو عیادت کر۔ اگر مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جا۔ اگر اس کو خوشی حاصل ہو تو مبارک باد دے۔ اگر مصیبت پہنچے تو تعزیت کر۔ بغیر اس کی اجازت اس کے مکان کے پاس اپنا مکان اونچا نہ کر جس سے اس کی ہوا رک جائے اگر تو کوئی پھل خریدے تو اس کو بھی ہدیہ دے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اس پھل کو اسی طرح پوشیدہ گھر میں لا کہ وہ نہ دیکھے اور اس کو تیری اولاد باہر لے کر نہ نکلے تاکہ پڑوسی کے بچے اس کو دیکھ کر رنجیدہ نہ ہوں۔ اور اپنے گھر کے دھوئیں سے اس کو تکلیف نہ پہنچا مگر اس صورت میں کہ جو پکاوے، اس کو بھی حصہ بھیجے۔

ایک حدیث میں حضورؐ نے (تین مرتبہ فرمایا) خدا کی قسم مومن نہیں ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ حضورؐ کون؟ فرمایا جس کا پڑوسی اس کی مصیبتوں اور (بدیوں) سے مامون نہ ہو۔

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں حضرات حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل مجھے پڑوسی کے بارے میں اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے ان کی تاکیدوں سے یہ گمان ہوا کہ پڑوسی کو وارث بنا کر رہیں گے۔

حسن بصریؒ سے کسی نے پوچھا کہ پڑوس کہاں تک ہے فرمایا کہ چالیس مکان آگے کی جانب، اور چالیس پیچھے کی جانب چالیس دائیں، اور چالیس بائیں طرف۔

حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا گیا کہ دور کے پڑوسی سے ابتدا نہ کی جائے بلکہ پاس کے پڑوسی سے کی جائے۔ چنانچہ حضرت عائشہ نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ میرے دو پڑوسی ہیں۔ کس سے ابتدا کروں۔ فرمایا جس کا دروازہ تیرے دروازے سے قریب ہو۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ پاس کا پڑوسی وہ ہے جس سے قرابت ہو اور دور کا پڑوسی وہ ہے جس سے قرابت نہ ہو۔

نوٹ شامی سے نقل کیا گیا کہ پاس کا پڑوسی مسلمان پڑوسی ہے اور دور کا پڑوسی یہود و نصاریٰ (یعنی غیر مسلم)

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ پڑوسی تین طرح کے ہیں۔

ایک وہ جس کے تین حق ہوں۔ پڑوس کا حق رشتہ داری اور اسلام کا حق، دوسری قسم وہ ہے جس کے دو حق ہوں پڑوس کا حق اور اسلام کا حق۔ تیسری قسم وہ ہے جس کا ایک ہی حق ہو وہ غیر مسلم پڑوسی ہے گویا پڑوس کے تین درجے ترتیب وار ہو گئے اور اس حدیث میں محض پڑوسی ہونے کی وجہ سے مشرک کا حق بھی مسلمان پر قائم فرمایا ہے

حضورؐ کی خدمت میں ایک عورت کا حال بیان کیا گیا کہ وہ روزے بھی کثرت سے رکھتی ہے۔ تہجد بھی پڑھتی ہے لیکن اپنے پڑوسیوں کو ستاتی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ جہنم میں داخل ہوگی (چاہے پھر سزا بھگت کر نکل آئے۔)

امام غزالی فرماتے ہیں کہ پڑوس کا حق صرف یہی نہیں کہ اس کو تکلیف نہ دی جائے بلکہ یہ ہے کہ اس کی تکلیف کو برداشت کیا جائے۔

حضرت ابن المقفع اپنے پڑوسی کی دیوار کے سائے میں اکثر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ ان کو معلوم ہوا کہ ان کے ذمے کچھ قرض ہو گیا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنا گھر فروخت کرنا چاہتا ہے۔ فرمانے لگے کہ ہم اس کے گھر کے سائے میں ہمیشہ بیٹھے مگر اس کے سائے کا حق ہم سے کچھ بھی ادا نہ ہوا۔ یہ کہہ کر اس کے گھر کی قیمت اس کو نذر کر دی اور فرمایا کہ تمہیں قیمت وصول ہو گئی۔ اب اس کو فروخت کرنے کا ارادہ نہ کرنا۔

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۷۶۷/۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء

# کر رہے ہیں آج تازہ سنتِ حضرت خلیل علیہ السلام

نور محمد انور

عید قرباں لے کے آئی ہے مسرّت کا پیام
ہر طرف سایہ فگن ہے رحمتِ ربِّ جلیل

جن و انساں فرش پر، حور و ملائک عرش پر
ربّ کعبہ کا غرض کرتے ہیں سب ذکرِ جمیل

نعرۂ تکبیر کی ہے ہر طرف دنیا میں گونج
ہو رہا ہے آج تازہ اُسوۂ حضرت خلیلؑ

عید گاہوں میں کھڑے ہیں صف بہ صف پیر و جواں
جو نظر آتے ہیں شوقِ عید میں بے حد شکیل

دے رہے ہیں راہِ حق میں اہلِ دیں قربانیاں
کر رہے ہیں آج تازہ سنّتِ حضرت خلیلؑ

وقتِ قربانی نہ ہرگز بھولنا فرمانِ حقؒ
تجھ کو اے مومن اگر مطلوب ہے اجرِ جزیل

یہ دعا رہ رہ کے آتی ہے لبِ انورؔ پہ آج
سب جہاں پہ ہو الٰہی ملّتِ بیضا کا راج

لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقوی منکم

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا